ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

اللہ اکبر

الفضل قادیان

The ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر:- غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵۱۸

قیمت فی پرچہ ۱/

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰/-

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳/-

نمبر ۱۲۴ | مورخہ ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۰ ذوالحجہ سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت ابھی تک ناساز ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لیے دعا فرمائیں۔

۱۳- اپریل جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے مظلومین پونچھ کی امداد کے لئے وہاں تشریف لے گئے۔

نہایت ہی افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ ماسٹر علی محمد صاحب صابر بی۔اے۔ بی ٹی کی اہلیہ صاحبہ کا ۱۲ اپریل حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال ہو گیا۔ مرحومہ مخلص خاتون تھیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جنازہ پڑھایا۔ اور مرحومہ مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔

۱۳- اپریل - مولوی محمد سلیم صاحب منڈوال ضلع کیمل پور میں ایک مناظرہ کے لئے روانہ کئے گئے۔

گلینسی کمیشن کا فیصلہ

ریاستی کونسل میں مختلف اقوام کے ممبروں کی تعداد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گلینسی کمیشن کے جس فیصلہ کے متعلق ہندو اخبارات نے شور مچا رکھا ہے۔ اور یہ لکھ رہے ہیں۔ کہ کشمیر کی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے۔ اس کے متعلق ہمیں جو کچھ معلوم ہوا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ریاستی کونسل میں ممبروں کی حسب ذیل حیثیت قرار دی گئی ہے۔

مسلمان	۲۳
ہندو	۷
سکھ	۱
بدھ	۱
سرکاری ممبران بحیثیت عہدہ	۱۴
نامزد	۷ - کل ۵۳

(۱) فوجی نظم و نسق - (۲) مہاراجہ بہادر اور ان کے خاندان کے اخراجات (۳) تقرر ججانِ ہائی کورٹ و انتظام ہائی کورٹ - (۴) امور خارجیہ یہ امور کونسل کے اختیارات سے باہر ہونگے۔

جس کمیشن کی ہیئت ترکیبی پر ہی مسلمانوں کو اعتماد نہ ہو۔ اس کا یہ فیصلہ انہیں کہاں تک مطمئن کر سکتا ہے۔ یہ بہت جلد ظاہر ہو جائے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانانِ علاقہ کھڑی (میرپور) کی داستانِ مظلومیت

کھڑی کی تباہی

علاقہ کھڑی کے قریباً پچاس گاؤں پچھلے دنوں بالکل ویران ہو گئے۔ کوئی مسلمان گھروں میں نہ رہا۔ مال مویشی اور پکی ہوئی فصلیں چھوڑ گئے۔ اس خانماں بربادی کی وجوہ میں سے سب سے بڑی وجہ عمال حکومت کی عاقبت نا اندیشی اور فوج و پولیس کا بے جا ظلم و تشدد تھا۔ قبل ازیں اخبارات میں کئی دفعہ یہ بات واضح کر دی گئی ہے۔ کہ اس علاقہ کے ہندو کم و بیش بارہ روز تک امن و امان کے ساتھ اپنا مال و اسباب محفوظ مقامات کی طرف منتقل کرتے رہے۔ اس کے بعد مصنوعی مظلومیت، شور و غوغا اور ہندو عمال کی وساطت سے ذمہ دار حکام کو اپنی طرف مائل کر کے لوٹ مار کی من گھڑت رپورٹیں دیں۔ چونکہ پولیس کے مشہور مسلم آزار افسر چودھری رام چند صاحب۔ ڈی۔ آئی۔ جی بدقسمتی سے اس علاقہ میں آ کر ہندوؤں کی پشت و پناہ بنے ہوئے تھے۔ انہوں نے تلاشیاں اور گرفتاریاں شروع کرا دیں۔ اور اس کارروائی میں یہاں تک تشدد کو روا رکھا۔ کہ بعض مقامات پر پولیس نے مسلمان عورتوں پر تشدد کے علاوہ عصمت دری بھی کی۔ علاوہ ازیں مردوں کو گرفتار کر کے زدو کوب کے ذریعہ اقرار کرایا۔ کہ ہم نے ڈاکے ڈالے ہیں۔ اسی طرح تشدد کے طفیل ماخوذین سے بیانات دلوائے۔ کہ فلاں فلاں شخص بھی ڈاکہ زنی میں شامل تھا۔ علاقہ کے مسلمان ان مظالم سے تنگ آ کر انگریزی علاقہ میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ اگر حکام ایسے موقعہ پر تدبر اور عقلمندی سے کام لیتے تو یقیناً یہ نتائج برآمد نہ ہوتے۔ اور نہ ہی صدیوں کے مظلوم اور بے کس مسلمانوں پر اتنے ظلم ہوتے۔

ہندوؤں کی غلط رپورٹیں

مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کی رپورٹیں اتنی غلط اور مضحکہ خیز ہیں۔ کہ ان پر کوئی عقلمند انسان توجہ کرنے کے لئے تیار نہیں۔ مثلاً ایک کھتری چھ سال سے میرپور میں رہتا ہے سموال میں اس کا مکان ہے۔ وہ ہندوؤں کے ساتھ مشورہ کر کے دتیال کے ایک معزز مسلمان کے برخلاف ڈاکہ زنی کی رپورٹ کرتا ہے مگر اس سے کوئی نہیں پوچھتا۔ کہ چھ سال کے چھوڑے ہوئے مکان میں یہ مال کہاں سے آیا۔ اسی طرح ایک کھتری کا گھر مقفل ہے مال و اسباب اندر پڑا ہوا ہے۔ وہ ہندوؤں کے ساتھ مل کر گاؤں کو ڈاکہ زنی میں لکھاتا ہے۔ اور کوئی اس سے یہ نہیں پوچھتا۔ کہ تمہارے گھر میں کیا مال پڑا ہوا ہے۔ ایک ہندو جو بمشکل گزر اوقات کرتا ہے۔ ہزاروں روپیہ کا نقصان بتاتا ہے۔ اور اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ کہ آخر یہ مال کہاں سے تمہارے پاس آیا۔ ایک راہ رو مسلمان کو ایک ہندو پکڑ کر پولیس میں لے جاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ اس نے جو واسکٹ پہنی ہے۔ میری ہے۔ پولیس بلا چون و چرا اس پر کیس چلاتی ہے۔ اور سزا دلاتی ہے۔ مضحکہ تہمت سے ایسے واقعات ہیں۔ جن کی نوعیت ہی ان کے ابطال کی دلیل ہے۔ لیکن یہاں کی اندھیر نگری میں سب کچھ درست ہے۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے کیا کوئی شک کر سکتا ہے۔ کہ جب تک چودھری رام چند ڈی۔ آئی۔ جی جیسے متعصب ہندو عمال اس علاقہ میں ہیں۔ مسلمانوں کو کسی انصاف کی امید ہو سکتی ہے۔ حکومت کا فرض ہے۔ کہ ایسے لوگوں کو تبدیل کر دے نیز تھادیوال میں شیخ قادر بخش صاحب کو لگایا جائے۔ کیونکہ وہ اس علاقہ سے خوب واقف ہیں۔ موجودہ صورت حالات میں باوجود تفتیش کے ان کے علاقہ علی بیگ سے کوئی بھی آدمی بھاگنے پر مجبور نہیں ہوا۔

کسی نے ادائیگی مالیہ سے انکار نہیں کیا

یہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ یہ لوگ عدم ادائیگی مالیہ کی وجہ سے بھاگ رہے ہیں۔ بالکل غلط ہے۔ اس علاقہ میں کسی نے مالیہ دینے سے انکار نہیں کیا۔ اس کے برعکس ان لوگوں نے ہزاروں درخواستیں دی ہیں کہ ہم نے کبھی سول نافرمانی نہیں کی۔ صرف ہماری یہ گزارش ہے۔ کہ ہماری زمینیں اکثر بنجر ہیں۔ مالیہ زیادہ ہے۔ اس لئے ہماری حالت پر رحم کر کے مالیہ میں تخفیف کی جائے۔ ہم ہر وقت واجبی مالیہ ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔

سپیشل آفیسر صاحب میرپور کو چاہیئے۔ کہ اس بے جا تشدد اور بدنظمی کو فوراً روکنے کی کوشش کر کے مظلوم مسلمانوں کی دعائیں لیں۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا شکریہ

علاقہ ہذا کے مسلمان تہ دل سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جس نے ریاست کشمیر کے مسلمانوں کی بے لوث اور بے غرض

عید الاضحیٰ مبارک

اور

احباب کرام سے ضروری گزارش

مجلس مشاورت کے موقعہ پر نمائندگان جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک اپیل اخبارات صدر انجمن احمدیہ کی توسیع اشاعت کے لئے پیش کی گئی تھی۔ اس کے بعد مزید توجہ دلانے کے لئے تمام جماعت ہائے احمدیہ کے سیکرٹریوں کی خدمت میں وہ اپیل بھجوا دی تھی۔ اور اب انتظار ہے۔ کہ احباب کرام اپنے اخبارات کی توسیع اشاعت کے متعلق کیا کارروائی فرماتے ہیں۔

الفضل کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرما چکے ہیں۔ کہ جماعت بڑھ رہی ہے۔ مگر اس کی تعداد اشاعت زیادہ نہیں ہوتی۔

ریویو آف ریلیجنز کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد موجود ہے۔ اور اس پر اضافہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

مصباح خواتین کا اخبار ہے۔ اور ہر گھر میں اس کا جانا ضروری ہے۔ پس کیا ہمارے مخلص دوست ان سب اخباروں کی توسیع اشاعت کے متعلق پوری توجہ دیں گے۔ آج کل ان کا خرچ آمد سے زیادہ ہے۔ تمام مساعی جمیلہ کرنے والوں کے اسماء گرامی اخبار میں دیئے جائیں گے۔ عید کا مبارک موقعہ ہے۔ اس موقعہ پر تحریک فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

مہتمم طبع و اشاعت قادیان

عید

از جناب مولوی ذوالفقار علی صاحب گوہر رامپوری

صبح وادیٔ حرا ہے۔ یا منور عید ہے	یا عروسِ باغِ جنت یہ معطر عید ہے
عید کیا ہے درحقیقت وصلِ دلبر عید ہے	تم ہو پہلو میں تو ہر دن بندہ پرور عید ہے
قدر کی شب ہے ہر اک شب نور ایماں ہو اگر	مومنِ کامل کا ہر دن روح پرور عید ہے
انتظارِ وصل میں شب جس نے تھک کر جان دی	اس گرفتارِ بلا کو صبح محشر عید ہے
موت لائی ہے پیامِ وصل پھر کیوں خوش نہ ہوں	تجھ پہ جو مرتے ہیں اُن کو زیرِ خنجر عید ہے
غنچہ و گل کو لپٹ کر موجہ بادِ بہار	چومتی پھرتی ہے رخسارے یہ کہہ کر عید ہے

جان پڑ جاتی ہے یارب کشتگانِ عشق میں
اِن کے حق میں نعرۂ اللہ اکبر عید ہے

انجام کانگرس

ماسٹر اللہ دتا صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر مڈل سکول ساکن قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ نے اس نام سے ایک مختصر سا ٹریکٹ شائع کیا ہے۔ جس میں کانگرس کی موجودہ امن شکن اور خلاف قانون سرگرمیوں پر

275

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

عید الاضحیٰ کی تقریب
اور
دینی و دُنیوی کامیابی کے گُر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عید الاضحیٰ اسلامی دُنیا کا ایک نہایت ہی اہم اور شاندار تیوہار ہے۔ اور اس میں مسلمانوں کو دینی اور دُنیوی ترقی کے ایسے گر بتائے گئے ہیں۔ کہ اگر انہیں پیش نظر رکھا جاتا۔ تو آج مسلمان کہلانے والوں کی ہرگز وُہ حالت نہ ہوتی۔ جو نظر آرہی ہے۔ اور جس کی وجہ سے دُوسروں کو اُن پر زبان طعن دراز کرنے۔ ان کی تباہی و بربادی کے منصوبے سوچنے اور انہیں ادیان باطلہ کا حلقہ بگوش بنانے کی جُرأت پیدا ہو رہی ہے:۔

آج کل کے مسلمانوں کی عید

مسلمانوں نے اپنی بدنصیبی اور کم فہمی سے جس طرح اسلام کے دُوسرے احکام کی حقیقت کو فراموش کر دیا۔ اسی طرح اس مبارک تقریب کے مغز کو بھی چھوڑ کر محض قشر پر قانع ہو گئے۔ ان کے نزدیک عید کی انتہا ہنسی۔ خوشی اور قسم قسم کے تعیشات رہ گئے۔ صرف عمدہ سے عمدہ کپڑے پہننا۔ عمدہ سے عمدہ کھانے کھانا خواہ قرض ہی کیوں نہ لینا پڑے۔ اور ہر قسم کے کھیل کود اور لہو و لعب میں مشغول رہنے کا نام عید ہے۔ اور یہ بھی ان لوگوں کی حالت ہے۔ جو شرفاء سمجھے جاتے ہیں جنہیں اپنی عزت اور وقار کا خیال ہوتا ہے۔ اور جو معیوب افعال کے ارتکاب سے مجتنب رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ورنہ عید کے موقعہ پر ایسی ایسی بیہودہ حرکتیں کی جاتی ایسے ایسے فواحشات کا ارتکاب کیا جاتا۔ اور اس قدر خلاف شریعت افعال کئے جاتے ہیں۔ کہ خدا کی پناہ۔

عید الاضحیٰ کی حقیقی غرض

عید کی غرض یہ تھی۔ کہ انسان دُنیا سے منقطع ہو کر خدا تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو۔ اس تقریب کے احکام میں جو سبق پنہاں ہے اسے سمجھ کر اپنے نفس کی اصلاح کرے۔ خدا تعالےٰ کا زیادہ قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اور ساتھ ہی دُنیا میں سربلند اور باوقار زندگی گزارنے۔ فتنہ پردازوں۔ اور امن شکن لوگوں کی شرارتوں اور نقصان رسانیوں سے بچنے اور امن قائم کرنے کی اپنے اندر طاقت اور قوت پیدا کرے:۔

سنتِ ابراہیمیؑ

عید الاضحیٰ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ قربانی سے خاص تعلق رکھتی ہے۔ اور یہ وُہ شعار ہے۔ جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ سنۃ ابیکم ابراھیم علیہ السّلام۔ یعنی یہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ چونکہ ہر انسان کے لئے سب سے مقدم اور ضروری چیز اپنے نفس کی اصلاح اور خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اپنے کلام میں پہلے اسی طرف اس طرح توجہ دلائی ہے۔ فرمایا۔ ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علےٰ ما رزقھم من بھیمۃ الانعام۔ کہ ہم نے ہر ایک امت کے لئے قربانی مقرر کی ہے۔ تاکہ قربانی کرنے کے وقت اللہ کے نام کا ذکر ان چوپائے مویشیوں پر کیا جائے۔ جو ہم نے ان کو دیئے:۔

نفس امّارہ کی قربانی

اس آیت میں بھیمہ کا لفظ رکھ کر یہ بتایا گیا ہے۔ کہ جس طرح بھیمۃ الانعام میں نیک و بد کی تمیز نہیں ہوتی۔ اور جس طرح کھانے پینے کے سوا ان کا کوئی اور مقصد و عزم نہیں ہوتا۔ اسی طرح انسان کے نفس امارہ کی حالت ہے۔ اسے بھی نیک و بد کی تمیز نہیں ہوتی۔ اور جو شخص اس کے نتیجہ میں گرفتار ہوتا ہے۔ وُہ بھی سوائے اکل و شرب اور جائز و ناجائز استعمال قوائے شہوانیہ کے اور کوئی فکر نہیں رکھتا۔ پس ظاہری طور پر اپنے بھیمۃ الانعام کے گلے پر چھری پھیرنے کا حکم دیتے ہوئے اس باطنی حقیقت کی طرف متوجہ کیا گیا۔ کہ انسان کو اسی طرح اپنے نفس امارہ پر بھی چھری پھیرنی چاہیئے۔ اور اسے کلیتہً خدا تعالےٰ کے اوامر اور نواہی کے تابع کر دینا چاہیئے:۔

جانوروں کی قربانی کا کیوں حکم دیا گیا۔

چنانچہ بھیمۃ الانعام کی قربانی کا حکم دیتے ہوئے ساتھ ہی فرمایا فالٰھکم الٰہ واحد فلہ اسلموا۔ یعنی بھیمۃ الانعام کی قربانی کا حکم دینے سے ہماری غرض یہ نہیں۔ کہ ہمیں خون اور گوشت کی ضرورت ہے۔ دوسری جگہ واضح طور پر فرما دیا۔ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم۔ کہ اللہ کو تمہاری قربانیوں کا گوشت اور لہو نہیں پہونچتا۔ بلکہ اس طرح تم میں جو تقوےٰ پیدا ہو۔ وُہ پہونچتا ہے۔ اس قربانی کی غرض یہ ہے۔ کہ اس عمل سے تم پر واضح ہو جائے۔ کہ تمہارا معبود تمہاری تمام دینی اور دُنیوی ترقیوں کا منبع ایک ہی ہے۔ تمہاری تمام قربانیوں کی غرض و غایت یہی ہونی چاہیئے۔ کہ تم اس کے پورے پورے مطیع ہو جاؤ۔ تمہاری کوئی حرکت۔ اور سکون اس کی منشاء کے خلاف نہ ہو۔ جس طرح اپنے بھیمۃ الانعام کو قربانی کے دن تم نے اپنا پورا مطیع بنا لیا۔ اسی طرح تمہیں بھی اس معبود حقیقی کا فرمانبردار اور اطاعت شعار بن جانا چاہیئے۔ جس کے تم بندے ہو۔ اور جس کے قبضہ و تصرف کے مقابلہ میں بھیمہ پر تمہارا قبضہ کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتا۔ اس نے تمہیں پیدا کیا۔ تمہاری تمام ضروریات کا انتظام کیا۔ تمہیں ہر قسم کی طاقتیں دیں۔ لیکن بھیمہ کو تم نے کیا دیا۔ دینا کیا تھا۔ خود بھیمہ ان ہی انعامات میں سے ہیں جو تمہیں خدا نے دیئے:۔

شرم کا مقام

پس ایسی حالت میں جب خدا کے دیئے ہوئے بھیمہ کو خدا ہی کی دی ہوئی طاقت کے ذریعہ اپنا پورا پورا مطیع و منقاد بناتے ہو۔ اور اس وقت تک اسے نہیں چھوڑتے۔ جب تک اس کی کوئی رگ باقی رہے۔ تو پھر کس قدر شرم کا مقام ہے۔ اگر تمہارے اپنے اندر نہ صرف کوئی رگ بلکہ پوری بھیمیت پائی جائے۔ تمہارا فرض ہے کہ جس وقت قربانی کے جانور کے ذرہ ذرہ کو اپنا مطیع بنانے کے لئے اس کے گلے پر چھری پھیر رہے ہو۔ اسی وقت اپنے نفس امارہ پر چھری پھیر کر اپنے معبود کے آگے ڈال دو۔ اور اس کے احکام سے سر مو ادھر ادھر نہ ہٹو:۔

نفس کی قربانی کا نتیجہ

اس کا نتیجہ بھی سن لو۔ وبشر المخبتین۔ خدا کے سامنے اس درجہ عاجزی اور فروتنی دکھانے والوں کو خوشخبری سُنا دو کہ وُہی بلند کئے جائیں گے۔ اور وہی اس اعلےٰ مقصد کو پانے والے ہونگے جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے:۔

یہ کتنی بڑی بشارت ہے۔ مگر کن کے لئے۔ صرف ان کے لئے جو قربانی کی حقیقی غرض و غایت کو سمجھتے اور قربانی کی عید کے موقعہ پر بھیمہ کی قربانی دیتے وقت اپنے نفس کی قربانی بھی پیش کر دیتے ہیں۔ پس عید الاضحیٰ کے دن ہر شخص کو یہ حقیقت اپنے سامنے رکھنی چاہیئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جس حد تک ممکن ہو۔ اپنے نفس امارہ کی قربانی کرکے یہ ثابت کر دینا چاہیئے۔ کہ اس کی بہیمۃ الانعام کی قربانی گوشت کھانے اور خون بہانے کے لئے نہیں۔ بلکہ اپنے نفس کو خدا تعالٰے کے لئے قربان کرنے کے لئے ہے۔ ورنہ اگر نفس اسی طرح رہا۔ بلکہ عید کے دن غیر معمولی طور پر گوشت کھا کر اور زیادہ موٹا۔ اور سرکش ہو گیا۔ تو ایسے شخص کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس نے قربانی کرکے کوئی فائدہ نہ اٹھایا:

دُنیا میں باوقار زندگی بسر کرنے کا طریق

عید الاضحےٰ کی تقریب کی ایک غرض تو یہ ہے جس کا مختصر الفاظ میں اُوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اور جو انسان کی روحانی اور دینی ترقی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ دوسری غرض دُنیا میں باوقار زندگی بسر کرنے اور فتنہ و فساد کو دُور کرنے کا طریق بتاتی ہے۔ اور چونکہ یہ غرض اوّل الذکر غرض سے بہرحال دوسرے درجہ کی ہے اس لئے اس کا بعد میں ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالٰے قربانی کے متعلق احکام نازل کرنے کے بعد فرماتا ہے۔ ان اللہ یدافع عن الذین اٰمنوا۔ ترتیب کلام سے ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالٰے قربانی کا حکم دینے اور اس کے نتیجہ میں اپنے معبود کی پوری پوری اطاعت اختیار کرنے والوں کو یہ بتا رہا ہے۔ کہ تمہیں جس کامیابی کی خوشخبری دی گئی ہے وُہ اس طرح حاصل ہو گی۔ کہ ان لوگوں کو جو تمہارے دشمن ہیں۔ اور تمہاری تباہی کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ ناکام و نامراد کر دیا جائے گا:

مدافعت کا حکم

اس کے بعد فرمایا۔ اذن للذین یقٰتلون بانھم ظلموا وان اللہ علےٰ نصرھم لقدیر۔ اس میں مسلمانوں کو مخالفوں کی ضرررسانیوں۔ ایذا دہیوں اور ظالمانہ کارروائیوں کے مقابلہ میں جنگ کرنے کی اجازت دی گئی۔ اور اس وقت دی گئی۔ جبکہ مسلسل ۱۲-۱۳ سال تک دشمنان اسلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین کو انواع و اقسام کی تکالیف پہونچاتے رہے

جانی اور مالی قربانی کی ضرورت

قربانی کے احکام کے بعد اور قربانی کی حقیقی غرض و غایت سمجھنے والوں اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنے والوں کو کامیابی کی بشارت دینے کے بعد اپنے مذہب اور اپنی جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے مدافعانہ جنگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اور اس طرح بتایا گیا ہے۔ کہ دُنیا میں وہی لوگ عزت اور وقار کی زندگی حاصل کر سکتے۔ اپنے حقوق اور مفاد کی حفاظت کر سکتے اور دُشمنوں کی شرارتوں اور ایذا رسانیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ جو ہر قسم کی جانی اور مالی قربانیاں کرتے ہیں۔ اور کسی بڑی سے بڑی تکلیف کی پرواہ نہیں کرتے۔ نہ کوئی دُنیا کی بڑی سے بڑی طاقت انہیں مرعوب کر سکتی ہے:

گویا قربانی کے ذکر کے سلسلہ میں جہاں مسلمانوں کو اپنے نفس کی قربانی کرکے روحانی ترقیات کے حصول کا طریق بتایا گیا۔ وہاں جسمانی اور مالی قربانی کرکے دُنیا میں باعزت اور باعظمت زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ بھی سکھایا گیا۔ اگر ان دونوں پہلوؤں کو مسلمان مدنظر رکھتے۔ اور ہر عید الاضحےٰ کی تقریب پر اس سبق کو دوہراتے رہتے۔ تو کبھی ممکن تھا۔ کہ مذہبی طور پر ان کی ایسی افسوسناک حالت ہوتی۔ کہ بہت سے تو اسلام سے مرتد ہو گئے۔ اور جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ وُہ اپنے اعمال اور اپنے اشتعال کے ذریعہ اسلام کی بدنامی اور رسوائی کا موجب بن رہے ہیں۔ پھر دُنیاوی لحاظ سے یہاں تک نوبت پہونچ جاتی۔ کہ وُہ اسلاف جنہوں نے بکریاں اور اونٹ چرانے کے بعد اسلام کی برکت سے مشرق و مغرب میں اپنی عظمت کا سکہ بٹھا دیا تھا۔ ان کے اخلاف آج دوسروں کے سہارے یا ان کی غلامی میں زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں:

کاش اب بھی مسلمان سنبھلیں۔ اور اسلام نے جو ترقی اور کامیابی کے طریق سکھائے ہیں۔ ان پر عمل کریں:

گاندھی آشرم نے ٹیکس ادا کر دیئے

سیاسی لیڈروں کے متعلق یہ عام شکایت سُنی جاتی ہے۔ کہ وُہ جو کچھ دوسروں کو کرنے کے لئے کہتے ہیں۔ اس پر خود عمل نہیں کرتے۔ لیکن اب تو معلوم ہوا ہے۔ یہ مرض ہندوستان کے سب سے بڑے سیاسی لیڈر گاندھی جی کے آشرم میں بھی آ گھسا ہے۔ چنانچہ ضلع کھیڑا کے کلکٹر نے حال میں ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ ”وہ لوگ جنہوں نے دوسروں کو مالیہ اراضی ادا نہ کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ یا تو اپنی واجب الادا رقوم ادا کر چکے ہیں۔ یا ان کے ذمہ ایسی رقوم واجب الادا ہی نہ تھیں۔ مثلاً گاندھی جی کے ذمہ مالیہ اراضی کی کوئی رقم نہ تھی۔ لیکن انہوں نے اپنے آشرم۔ گوشالہ اور دُوسرے قطعات اراضی کی واجب الادا رقوم ادا کر دی ہیں۔ اور بقایا رقوم بھی چیک کے ذریعہ تین چار روز ہوئے ادا کر دی گئی ہیں“!

مالیہ اراضی ادا نہ کرنے کی تلقین کرنے والوں اور اس کی پاداش میں بے چارے غریب اور مفلوک الحال لوگوں کی تھوڑی تھوڑی جائدادیں ضبط کرا دینے والوں کا یہ طریق نہایت ہی قابل افسوس ہے گاندھی جی کے آشرم کے قرب و جوار میں بیسیوں لوگوں کی جائدادیں کوڑیوں کے مول اس لئے نیلام ہو گئیں۔ کہ ان لوگوں نے اپنے لیڈروں کے کہنے پر مالیہ اراضی دینے سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن گاندھی جی کا آشرم وغیرہ ہر قسم کے سرکاری مطالبات ادا کرکے بچا لیا گیا۔ اسی طرح دوسرے لیڈروں نے بھی کیا۔ جو لوگ اس بے دردی سے عوام کو تباہی کے گڑھے میں گرا کر خود معمولی نقصان برداشت کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہو سکتے۔ ان پر کسی قسم کا اعتماد رکھنا سراسر نادانی نہیں تو اور کیا ہے:

ریاستی اسمبلی اور مسلمانوں کے حقوق

معلوم نہیں۔ ”ملاپ“ کی اس شائع کردہ افواہ میں کوئی صداقت بھی ہے۔ یا نہیں۔ کہ کشمیر گول میز کانفرنس کے آخری اجلاس میں صدر کانفرنس مسٹر گلینسی نے اپنا یہ فیصلہ سُنا دیا ہے۔ کہ ریاستی اسمبلی میں ۷۲ فیصدی نشستیں مسلمانوں کو اور باقی ۲۸ نشستیں ہندوؤں سکھوں اور بدھوں وغیرہ کو دی جائیں۔ خود ”ملاپ“ کو اس کے درست ہونے کا یقین نہیں۔ چنانچہ اس نے ”اگر یہ درست ہے“ کے ساتھ اس پر نکتہ چینی کی ہے۔ اور اگر درست ہے۔ تو نہ معلوم دُوسرے مراحل طے کرتے ہوئے آخری فیصلہ کیا شکل اختیار کرتا ہے۔ اور ریاست کس حد تک مسلمانوں کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے تیار ہو سکتی ہے۔ لیکن ہندو ابھی سے مخالفت پر آمادہ ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ”ملاپ“ ۱۲ اپریل لکھتا ہے:-

”کشمیر کی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے کہا جاتا ہے۔ کہ آئندہ اسمبلی میں مسلمانوں کو ۷۲ فیصدی نشستیں مل جائیں گی۔ اور ہندو۔ سکھ۔ بودھ۔ اچھوت وغیرہ کو ۲۸ فیصدی نشستیں ملیں گی۔ ملازمتوں میں مسلمانوں کو پچاس فیصدی حصہ ملیگا۔ مسلمانوں کو یہ حقوق کس خدمت کے عوض میں دیئے گئے ہیں کیسی پچھلی خدمت کے بدلے۔ یا حال کی لوٹ مار کے صلہ میں“!

اس کے متعلق سر دست اجمال تو یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ جب مسلمانوں کو کچھ ملے گا۔ اس وقت پوچھ لینا۔ کہ یہ کس وجہ سے ملا۔ اس وقت خیالی اندازہ پر سوال کرنا کوئی عقلمندی نہیں۔ البتہ ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو اپنی آبادی کے لحاظ سے اس سے بھی زیادہ لینے کا حق ہے جس قدر بیان کیا جاتا ہے۔ اور لوٹ مار کے فرضی افسانے اس حق کو قطعاً زائل نہیں کر سکتے۔ اگر کانگرسیوں کے تشدد۔ ان کی قانون شکنی اور فتنہ پردازی کے باوجود گورنمنٹ ملک میں مزید اصلاحات جاری کرنے اور اہل ہند کو مزید حقوق دینے کا انتظام کر رہی ہے۔ تو ریاست کا بھی فرض ہے۔ کہ مسلمانوں کی مظلومیت اور بے کسی میں مزید اضافہ نہ کرے اور نہ اسے آئندہ کے لئے جاری رکھے۔ بلکہ بہت جلد انہیں ان کی آبادی کے لحاظ سے حقوق دے دے:

سکھ اور ہندو

ہندو دعوے تو کرتے ہیں۔ کہ ان میں اور سکھوں میں کوئی فرق نہیں۔ وہ ایک ہی ہیں۔ اور اس دعوے پر آج کل اس لئے خاص زور دیا جا رہا ہے۔ کہ اپنی متفقہ طاقت سے مسلمانوں کو نقصان پہونچائیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہندو ہندو ہی ہے۔ اور لین دین کے معاملہ میں خواہ وُہ کسی نظم و نسق کے متعلق ہو۔ یا معمولی امور کے متعلق۔ اس نے صرف لینا ہی سیکھا ہے۔ اس کے لئے وُہ سب کچھ قربان کر سکتا ہے۔ کجا سکھوں اور ہندوؤں کے ایک ہونے کا زبانی دعوے:- اس کا ناقابل انکار ثبوت ڈسکہ کے معاملہ سے مل سکتا ہے

216

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

کیا حدیث خسوف و کسوف ضعیف ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حدیث خسوف و کسوف کے متعلق ایک صاحب نے چند اعتراضات کئے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) یہ حدیث ضعیف ہے (۲) ۱۳۱۱ھ کا خسوف اس کا مصداق نہیں کیونکہ ایسا خسوف پہلے بھی ہو چکا ہے۔ اور حدیث میں ہے۔ کہ اس قسم کا واقعہ پہلے کبھی وقوع پذیر نہیں ہوا۔ (۳) اگر اس واقعہ کو اس حدیث کا مصداق مان بھی لیا جائے۔ تو بھی یہ مسیح موعود کی صداقت پر دال نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ نشان آثار قیامت میں سے ہے اور کئی ایک آثار قیامت کا ظہور ہو چکا ہے۔ مگر قیامت ہنوز برپا نہیں ہوئی۔ (۴) پہلی رات کے چاند کو بھی قمر کہتے ہیں:

ان ہر چہار امور کے متعلق ترتیب وار جواب دیا جائیگا۔

اس حدیث کو ضعیف قرار دینے کے لئے کوئی دلیل بیان نہیں کی گئی۔ غالباً اسی وجہ سے کہ یہ حدیث کتب صحاح ستہ میں درج نہیں۔ اسے ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ محض اس بناء پر کہ کوئی حدیث صحاح میں نہیں۔ اسے ضعیف یا موضوع قرار دینا قطعاً کوئی اصول نہیں ہے۔ اور نہ کتب اصولِ حدیث میں اس اصل کا کہیں نام و نشان پایا جاتا ہے۔ ہاں اگر کسی معترض کے پاس اس امر کا ثبوت ہو۔ کہ جو حدیث صحاح ستہ میں نہ ہو۔ وہ قطعاً موضوع۔ مردود اور ناقابل قبول ہوتی ہے۔ تو اسے پیش کرے مگر یاد رہے۔ اس طرح ہزاروں احادیث کو جن سے سینکڑوں مسائل دینیہ استنباط کئے گئے ہیں۔ ترک کرنا پڑیگا۔ اور جن علماء امت محدثین اور ائمۃ الاسلام نے انہیں درج یا روایت کیا ہے۔ اور ان سے کسی مسئلہ دینیہ میں احتجاج کیا ہے۔ وہ الزام کے نیچے آجائیں گے۔ کہ انہوں نے غلط اور مردود بلکہ جھوٹی حدیثوں کو رواج دیکر مسائل اسلامیہ کو مشتبہ اور مشکوک کر دیا ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ حالانکہ علمائے حدیث کے نزدیک ایسی احادیث کا روائت کرنا ہی جائز نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے الموضوع لا تحل روایتہ لاحد علم حالہ فی ای معنی کان الا مقرونا ببیان وضعہ (مقدمہ ابن صلاح صہ ۴۲) پس یہ خیال کہ صحاح ستہ کے سوا کوئی حدیث صحیح نہیں۔ اور محض اس وجہ سے کسی حدیث کو رد کر دینا ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہے۔ ہاں یہ درست ہے۔ کہ صحاح ستہ کی احادیث کو بعض مخصوص حالات میں دوسری احادیث پر کہ جو ان کے خلاف ہوں۔ ترجیح دی جا سکتی ہے سو اگر حدیث زیر بحث کے خلاف صحاح ستہ میں سے کوئی حدیث پیش کی جائے۔ تو یہ بات بیشک قابل غور ہو گی۔ لیکن اس کے خلاف قطعاً کوئی حدیث صحاح میں سے پیش نہیں کی جا سکتی۔

حدیث کسوف اور سابقہ کتب

نہ صرف محدثین اہل سنت والجماعت بلکہ شیعہ بھی اس حدیث کو اپنی معتبر کتب میں لکھتے چلے آئے ہیں۔ ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل حوالجات (۱) سنن دارقطنی جلد ۱ صہ ۱۸۸ (۲) فتاوی حدیثیہ ابن حجر مکی مطبوعہ مصر صہ ۳۱ مصنفہ علامہ شیخ احمد شہاب الدین ابن حجر الہیثمی (حنفی) (۳) احوال الآخرۃ صہ ۲۳ مطبوعہ ۱۳۰۵ھ مصنفہ حافظ مولوی محمد صاحب آف لکھو کے (اہلحدیث) (۴) "آخری گت" مصنفہ مولوی محمد رمضان صاحب حنفی مطبوعہ مطبع مجتبائی ۱۲۷۸ھ (۵) حجج الکرامہ فی آثار القیامہ مصنفہ نواب صدیق حسن خان صاحب (اہلحدیث) (۶) عقائد الاسلام صہ ۱۸۲، ۱۸۳ مطبوعہ ۱۲۹۲ھ مصنفہ مولانا عبدالحق صاحب محدث دہلوی (حنفی) (۷) قیامت نامہ (فارسی) وعلامات قیامت (اردو) صہ ۵ مصنفہ سند المحدثین مولانا حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی رح (۸) اقتراب الساعۃ صہ ۱۰۶، ۱۰۷ مطبوعہ ۱۳۰۱ھ مصنفہ نواب صدیق حسن خان مرحوم (۹) مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی جلد ۲ صہ ۱۳۲ (۱۰) اکمال الدین صہ ۳۴۶ (شیعہ کی معتبر کتاب) (۱۱) محکمات ربانی صہ ۳۶ مصنفہ مولوی ولی الدین صاحب بھاگلپوری (۱۲) حجج الکرامہ میں اس حدیث کی تخریج نعیم ابن حماد ابو الحسن حربی، حافظ ابو بکر بن احمد اور بیہقی کی طرف بھی منسوب کی گئی ہے:

پس کیا یہ سارے کے سارے لوگ علم حدیث سے ناواقف تھے۔ کہ انہوں نے اس حدیث کو اپنی کتب میں درج کیا۔ اور کسی ایک نے بھی یہ نہ سوچا۔ کہ ارشادِ خداوندی ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا کے برخلاف کیوں اس حدیث کو اپنی کتاب میں درج کریں علی الخصوص امام دارقطنی جیسے محتاط اور نقاد محدث نے کہ جس کی تنقید سے صحیح بخاری اور مسلم بھی محفوظ نہ رہ سکیں۔ اس موضوع حدیث کو اپنی کتاب میں جو کہ معتبر بین المحدثین ہے کیوں داخل کر لیا۔ حالانکہ ان کا یہاں تک عالم بالحدیث ہونے کا دعویٰ تھا۔ کہ یہ ممکن ہی نہیں۔ جو میری زندگی اور موجودگی میں کوئی شخص جھوٹی حدیث بیان کر قال الدارقطنی یا اہل بغداد لا تظنوا ان احدا یقدر ان یکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

واٰلہٖ وسلم وانا حیّ (حاشیہ نخبۃ الفکر صہ ۵) اور بدرجہ اقل اگر کیا ہی تھا تو ساتھ ہی صراحتاً نہیں تو کنایتاً و اشارۃً ہی اس حدیث کو جھوٹی اور مردود ظاہر کر دیتے۔ سو ان کا ایسا نہ کرنا بتاتا ہے۔ کہ ان کی تحقیق میں یہ حدیث وضعی ہرگز نہ تھی۔ پس وہ حدیث کہ جس پر اہلحدیث حنفی اور شیعہ کا اتفاق ہو۔ اور جس کو تیرہ سو سال میں کسی سنی اہلحدیث یا شیعہ نے وضعی قرار دیا ہو اسے رد کرنا ہرگز دانشمندی نہیں علاوہ مذکورہ باتوں کے کہ جن سے اس حدیث کی صحت ثابت ہے ایک اور زبردست شہادت اس کی صحت پر یہ ہے کہ اس میں بیان کردہ واقعہ ظہور پذیر ہو گیا ہے۔ کیا کسی کذاب کی طاقت میں تھا۔ کہ وہ آج سے ہزار سال پہلے (سنن "دارقطنی" عرصہ ہزار سال سے زائد کی تصنیف شدہ ہے) یہ بیان کرتا۔ کہ ایک زمانہ آنیوالا ہے جبکہ مہینہ رمضان کا ہو گا۔ اور چاند کی تیرہ تاریخ ہو گی۔ کہ چاند کو رات کے شروع میں گرہن لگ جائیگا۔ پھر اسی مہینہ کی اٹھائیس تاریخ میں سورج کو بھی (دن کے پہلے حصہ میں) گرہن لگیگا۔ اور کہ اس وقت ایک مدعی مہدویت ہو گا جس کی تکذیب کئے جانے پر اس کی تصدیق اور تائید میں بطور نشان یہ سب کچھ ہو گا۔ پھر ہزار سال بعد بعینہ ایسا ہی ہو بھی جائے کیا یہ ممکن ہے۔ کہ اس قدر واضح اور کھلے علم غیب پر کوئی دشمن خدا اور رسول قادر ہو سکے حاشا و کلا۔ پس جبکہ ایک بات کی صداقت امر واقعہ نے ظاہر کر دی تو پھر بھی یہی کہے جانا کہ کسی کاذب نے یہ جھوٹی بات بیان کی تھی۔ انصاف سے کوسوں دور ہے۔ میں تو کہتا ہوں۔ اگر ہزار نہیں لاکھ محدث نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہوتا۔ لیکن واقعہ جب اسی طرح ہو گیا۔ تو پھر اس کو جھوٹا نہیں کہا جا سکتا تھا۔ کیونکہ محدثین جب کسی حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ تو اس سے ان کی یہ مراد ہرگز نہیں ہوتی کہ وہ فی الواقعہ اور نفس الامر میں بھی ضعیف یا جھوٹی ہے۔ بلکہ یہ انکی اپنی اصطلاح ہے۔ کہ جس میں فلاں بات نہ پائی جائے۔ وہ ضعیف ہے، گو نفس الامر میں وہ صحیح ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ ایک امام حدیث کے نزدیک ایک حدیث ضعیف ہوتی ہے۔ مگر دوسرے کے نزدیک وہی حدیث قوی اور صحیح ہوتی ہے۔ اسی لئے ایک محدث اپنی کتاب میں بعض حدیثیں لے آتا ہے مگر دوسرا انہیں لاتا۔ کیونکہ وہ شرائط کہ جن کے پائے جانے کی وجہ سے ایک امام کے نزدیک کوئی حدیث صحیح ہو سکتی ہے۔ دوسرے امام کے نزدیک صحیح حدیث کے لئے وہ شرائط نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان کے سوا کوئی اور ہوتی ہیں۔ سو جس محدث کی اپنی مقرر کردہ شرائط پر ایک حدیث ٹھیک اترتی ہے۔ وہ اسے صحیح کہتا۔ اور اپنی کتاب میں لکھ لیتا ہے لیکن دوسرے محدث کی شرائط چونکہ پہلے کی شرائط سے مختلف ہوتی ہیں۔ اس لئے وہی حدیث اس بناء پر کہ اسکی مقرر کردہ شرائط پر وہ پوری نہیں اترتی۔ وہ اسے صحیح نہیں کہتا۔ اور نہ اپنی کتاب میں درج کرتا ہے۔ پس اس تحقیق سے صاف ظاہر ہے۔ کہ محدثین کے کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہہ دینے سے قطعاً اور یقیناً اس حدیث کی صحت یا ضعف پر حکم نہیں لگایا جا سکتا بلکہ ان کا ایسا کہنا بھی ظن یا ظن غالب کی حد تک محدود ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاکہ یقین اور قطع کے طور پر۔

چنانچہ خود محدثین نے بھی اس امر کی تصریح کر دی ہے لکھا ہے۔ واعلم انہ اذا قال اهل الحدیث هذا حدیث صحیح فمرادهم ماظهر لنا لظاهر الاسناد لا انه مقطوع بصحته فی نفس الامر لجواز الخطأ والنسیان علے الثقة هذا هو الصحیح الذی علیه اکثر اهل العلم...... وکذا قولهم هذا حدیث ضعیف فمرادهم انه لم یظهر لنا فیه شروط الصحة لا انه کذب فی نفس الامر لجواز صدق الکاذب واصابة کثیر الخطأ (ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی ص ۱۲۵) یعنی جب محدثین کسی حدیث کو صحیح کہتے ہیں۔ تو اس سے ان کی مراد محض یہ ہوتی ہے۔ کہ ظاہری اسناد کے لحاظ سے صحیح ہے۔ نایہ کہ نفس الامر میں بھی اس کی صحت قطعی اور یقینی ہے۔ اسی طرح جب وہ کسی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں۔ تو اس سے ان کی مراد صرف یہ ہوتی ہے۔ کہ ان کی مقرر کردہ شرط صحت اس میں نہیں پائی جاتیں۔ نایہ کہ وہ واقعی ضعیف اور جھوٹی ہوتی ہے۔ کیونکہ ثقہ سے بھی خطا اور نسیان سرزد ہو سکتا ہے۔ اسی طرح کثیر الخطاء اور کاذب بھی کئی دفعہ سچ کہہ دیتا ہے۔ بلکہ یہاں تک لکھا ہے۔ کہ کسی حدیث کو وضعی کہنا بھی ظن غالب کے طور پر ہوتا ہے۔ نہ کہ قطعی اور یقینی طور پر الحکم علیه بالوضع انما هو بطریق الظن الغالب لا بالقطع اذ قد یصدق الکذوب (نخبۃ الفکر ص ۲۸)

قرآن کریم کی تائید

پھر علاوہ اس کے کہ اس حدیث کی صحت پر امر واقعہ نے اور خدا تعالےٰ کے فعل نے مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا قول یعنی قرآن مجید بھی اس کا مؤید اور مصدق ہے۔ کیونکہ اس میں صاف لکھا ہے۔ کہ غیب محض پر سوائے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے اور کوئی غالب نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ فرمایا۔ فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر سوائے برگزیدہ رسولوں کے اور کسی کو غلبہ نہیں بخشتا۔

پس جبکہ خدا تعالےٰ اپنے غیب کو صرف نبیوں ہی سے مخصوص فرماتا ہے۔ اور کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی کذاب خود بخود اٹکل سے یا چالاکی سے ایسے غیب پر اطلاع پا سکے۔ تو اب کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ یہ قول کسی کاذب کا ہے۔ آج سے ہزار سال قبل ایک بات بتلائی جاتی ہے۔ کہ فلاں مہینہ میں سورج اور چاند کو فلاں فلاں مقررہ تاریخوں میں ایک برحق مدعی مہدویت کی تکذیب کے بعد اس کی تائید دعویٰ اور تصدیق کے لئے بطور شہادت گرہن لگے گا۔ اور کہ اس سے قبل ایسا کبھی نہیں ہوا۔ کہ کسی مدعی مہدویت و ماموریت کے لئے ایسا گرہن نشان ظاہر ہوا ہو۔ یہ صرف ایک ہی شخص کے لئے ظاہر ہوگا۔ اور وہی اس سے اپنی صداقت پر استدلال کریگا۔ اور پھر اس کا وقوع بھی ہو جاتا ہے۔

یعنی ٹھیک اس وقت جبکہ ایک مدعی مہدویت کی تکذیب بڑے زور و شور سے ہو رہی تھی۔ یہ آسمانی دو گواہ نمودار ہوئے اور مقررہ تاریخوں پر علمائے وقت کو جو دنیا کی راہبری کے لئے نیرین سے مشابہت رکھتے ہیں) سیاہ باطنی پر اپنی زبان حال سے شہادت دے گئے۔ یا یوں سمجھیے کہ ان کی حالت زار پر ماتمی لباس (سیاہ) میں ملبوس ہو کر یہ ظاہر کر گئے۔ کہ اس مدعی کی تکذیب کرنے والوں کی حالت زبون پر آسمان بھی ماتم کر رہا ہے۔ پس اب کیونکر جائز ہے۔ کہ اس حدیث کو مردود یا جھوٹی کہا جائے۔ اس سے تو کلام الٰہی کی صریح تکذیب و تردید لازم آتی ہے نعوذ باللہ من ذالک

قرآن کریم کی دوسری شہادت

اللہ تعالیٰ کی دوسری قولی شہادت اس حدیث کی صحت پر یہ ہے کہ خسوف کسوف کی پیشگوئی آخری زمانہ کے لئے قرآن مجید میں بھی موجود ہے چنانچہ فرمایا۔ وخسف القمر وجمع الشمس والقمر کہ ایک زمانہ میں چاند کو گرہن ہوگا۔ اور سورج اور چاند اکٹھے ہونگے یعنی سورج کو بھی گرہن ہوگا۔ کیونکہ سورج اور چاند اکٹھے ہونے سے مراد یہ ہے۔ کہ یہ دونوں اور زمین ایک ہی خط پر واقع ہوں۔ یا بالفاظ دیگر یہ کہ سورج اور زمین کے درمیان چاند حائل ہو جائے۔ اور ظاہر ہے کہ اسی کیفیت کا نام سورج گرہن ہے۔ اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس آیت میں واقعات قیامت میں سے ایک واقعہ کا بیان ہے کیونکہ قیامت تو نام ہے موجودہ نظام اور قوانین جاریہ کے فنا اور نیست و نابود ہو جانیکا۔ پس یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ جب قیامت برپا ہو جائے۔ یعنی تمام موجودہ کارخانۂ عالم درہم برہم ہو جائے۔ تو اس وقت چاند اور سورج کو گرہن لگے۔ ماہیت و کیفیت گرہن کے لئے تو ضروری ہے۔ کہ سورج و چاند اپنی اس مخصوص حالت اور معین ہیئت کے بعد کہ جس کا نام گرہن لگنا ہے۔ پھر اپنی پہلی حالت کی طرف عود کریں۔ ورنہ وہ خسوف نہیں۔ وہ تو تکویر ہے۔ جس کا ذکر آیت اذا الشمس کورت الخ وغیرہ میں ہے جس میں کہ انکا نور واپس لوٹ کر نہیں آئیگا۔

پس یہ واقعہ واقعات قیامت میں سے نہیں ہے بلکہ قرب قیامت کے آثار میں سے ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ مہدی معہود کا ظہور بھی قرب قیامت کے آثار میں سے ہے۔ اور حدیث نے تعین کر دی۔ کہ یہ دونوں نشان یعنی ظہور مہدی اور خسوف ایک ہی زمانہ میں ہوں گے۔ اسطرح کہ مہدی پہلے ظاہر ہوگا جب لوگ اسکی تکذیب کریں گے۔ تو اسکی تصدیق کے لئے یہ نشان آسمان پر ظاہر ہوگا۔ بائیبل میں بھی اس خسوف کا ذکر پایا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو (۱) یسعیاہ باب ۱۳ آیت ۱۰ (۲) یوئیل باب ۲ آیت ۱۰ (۳) متی باب ۲۴ آیت ۲۹۔ پس جب اس حدیث کی تصدیق قرآن مجید بھی کر رہا ہے۔ اور امر واقعہ بھی اس کا مصدق ہو گیا ہے۔ تو اب بھی اس کی صحت میں شک کرنا ایک مسلمان کی شان کے ہرگز شایاں نہیں ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے۔ کہ بخاری اور مسلم کی بھی وہ احادیث کہ جن کے لئے اس صفائی کے ساتھ قرآن مجید اور واقعات کی شہادت موجود نہیں۔ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ ان کی صحت کی بنیاد محض اس حسن ظن پر ہے۔ کہ ان کے راوی ثقہ تھے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ بنیاد ایسی پختہ اور مضبوط نہیں ہے۔ جس میں قطعاً کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو لیکن اس حدیث کی صحت خدا تعالےٰ کے قول و فعل دونوں سے جلا پاکر آفتاب نصف النہار کی طرح چمک رہی ہے۔ مبارک ہے وہ جس نے اس حدیث کو اپنی کتاب میں لکھا اور فخر ہے ان کے لئے جنہوں نے اسے روایت کیا فسلام علیهم

نیز محدثین کا یہ بھی اصول ہے۔ کہ ایک ضعیف حدیث کو اگر کسی دوسری حدیث سے تقویت پہنچ جائے۔ تو وہ قوی تر ہو جاتی ہے پس وہ حدیث جو قرآن مجید اور واقعات حقہ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئی ہو۔ وہ کیونکر ضعیف ہو سکتی ہے (خاکسار تاج الدین مولوی فاضل)

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کا غلط خیال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے متعلق اتنی بحث ہو چکی ہے۔ کہ اب اس مضمون پر کچھ لکھنا بے لطف معلوم ہوتا ہے۔ البتہ بعض غیر احمدی بھائیوں کے سامنے جب وفات مسیح کا مسئلہ پیش کیا جاتا ہے۔ تو وہ یہ کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا کی درگاہ میں یہ آرزو کی تھی۔ کہ اے پروردگار مجھے امت محمدیہ میں سے بنا۔ اسلئے اللہ تعالےٰ نے ان کی دعا قبول کی۔ اور انکو قرب قیامت میں دوبارہ دنیا میں لاکر شریعت محمدیہ کا پیرو بنایگا۔ تاکہ انکی یہ تمنا پوری ہو۔ اور وہ دنیا میں دوبارہ آکر بجائے توریت و انجیل کے قرآن کریم کے مطابق حکم صادر کریں۔ اور دین محمدی کی اشاعت میں چالیس سال صرف کریں۔

جب ان لوگوں سے ان باتوں پر قرآن اور حدیث سے دلیل طلب کی جاتی ہے۔ تو کچھ پیش نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید سے ان کے اس خیال کی پر زور تردید ہوتی ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کے روبرو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے دیگر احسانات کا اظہار کرتا ہوا اس احسان کا ذکر بھی کریگا۔ کہ اے عیسےٰ کیا میں نے تجھ پر یہ احسان نہیں کیا کہ تجھ کو توریت اور انجیل سکھائی (سورہ المائدہ آخر رکوع) اب میں دریافت کرتا ہوں۔ کہ جب بروز قیامت حضرت عیسےٰ علیہ السلام دنیا میں دوبارہ نازل ہونیکے بعد خدا کے حضور پیش ہوں گے اور امت محمدیہ میں نازل ہو کر قرآن کریم کے مطابق عمل کریں گے۔ اور قرآن کریم کی اشاعت اور امت محمدیہ کی ترقی میں چالیس برس صرف کر چکے ہونگے۔ تو کیا وجہ ہے کہ خداوند کریم فقط ان کے متعلق توریت و انجیل کے سکھانے کا ذکر کریگا۔ اور امت محمدیہ میں آنا اور قرآن کا علم پانا اس کا ذکر نہیں ہوگا اس سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہرگز دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائینگے۔ اور قرآن مجید کے مطابق حکم ہی نہیں کریں گے۔ اگر واقعی ایسا ہوتا۔ تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ

277
Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحقیق الادیان

عدم عصمت مسیح ازروئے بائبل

عیسائیوں کے نزدیک سوائے حضرت مسیح ابن مریم آدم سے لے کر قیامت تک کوئی شخص گناہوں سے پاک وصاف نہیں۔ اور چونکہ گناہ گاروں کا حقیقی شفیع وہی ہو سکتا ہے جو خود گناہوں سے پاک ہو اسی لئے حضرت مسیح کے سوا کوئی شافع روز جزا نہیں۔ گو ہم حضرت مسیح کو اور انبیاء کی طرح معصوم سمجھتے ہیں۔ مگر بائبل کی رو سے آپ معصوم ثابت نہیں ہوتے جاننا چاہیئے۔ کہ عیسائی اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں دو دلیلیں پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں

دلیل اول

تمام انبیاء اپنے گناہ گار ہونے کا اقرار کرتے رہے ہیں۔ آدمؑ نے کہا۔ ربنا ظلمنا انفسنا۔ ابراہیمؑ نے عرض کی رب اغفر لی ولوالدی۔ موسیٰؑ عرض پرداز ہوئے سبحانک تبت الیک محمد (رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) روزانہ ستر سے زیادہ بار کہتے رب اغفرلی ذنوبی لیکن یسوع مسیح نے کہیں اپنے ظالم مذنب یا مجرم ہونے کا اقرار نہیں کیا۔

پہلا جواب

یسوع مسیح نے خود اقرار کیا ہے کہ میں نیک یعنی گناہوں سے پاک نہیں ہوں چنانچہ لکھا ہے۔

"ایک نے اسے کہا اے نیک استاد! اوس نے اوس کو کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا" (متی $\frac{19}{17}$)

اس حوالہ میں صاف طور پر یسوع مسیح نے اپنے نیک ہونے سے انکار کیا ہے۔

دوسرا جواب

اس جواب میں ایک نیا حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ جو اس سے قبل میرے علم میں ہمارے لٹریچر میں کبھی استعمال نہیں کیا گیا۔ امید ہے کہ احباب اسے غور سے مطالعہ فرمائیں گے۔

"پھر وہ ہیکل میں آیا۔ اور سب لوگ اوس کے پاس آئے اور وہ بیٹھ کر انہیں تعلیم دینے لگا اور فقیہ اور فریسی ایک عورت کو لائے جو زنا میں پکڑی گئی تھی اور اسے بیچ میں کھڑا کر کے یسوع سے کہا اے استاد یہ عورت زنا میں عین فعل کے وقت پکڑی گئی ہے توریت میں موسیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ایسی عورتوں کو سنگسار کریں پس تو اس عورت کی نسبت کیا کہتا ہے انہوں نے اسے آزمانے کے لئے یہ کہا تاکہ اوس پر الزام لگانے کا کوئی سبب نکالیں مگر یسوع جھک کر انگلی سے زمین پر لکھنے لگا جب اس سے سوال کرتے ہی رہے تو اوس نے سیدھے ہو کر ان سے کہا کہ جو تم میں بیگناہ ہو وہی پہلے اس کے پتھر مارے اور پھر جھک کر لکھنے لگا یہ سن کر بڑوں سے لے کر چھوٹوں تک ایک ایک کر کے نکل گئے اور یسوع اکیلا رہ گیا اور عورت وہیں بیچ میں رہ گئی۔ یسوع نے سیدھے ہو کر اوس سے کہا اے عورت یہ لوگ کہاں گئے۔ کیا کسی نے تجھ پر حکم نہیں لگایا۔ اوس نے کہا اے خداوند کسی نے نہیں۔ یسوع نے کہا۔ میں بھی تجھ پر حکم نہیں لگاتا جا پھر گناہ نہ کرنا" (یوحنا $\frac{8}{3-11}$)

اس حوالہ میں یسوع مسیح نے ایک اصول قائم کیا ہے۔ کہ اوس عورت پر وہی حکم لگا سکتا ہے۔ جو بے گناہ ہو۔ اب عیسائی اس اصول کے ماتحت تمام فقیہوں اور فریسیوں کو گناہ گار سمجھتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس عورت کے خلاف کوئی حکم نہیں لگایا۔ کیونکہ حکم وہی لگا سکتا ہے جو خود بے گناہ ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ فقیہی گناہ گار تھے۔ تبھی تو انہوں نے کوئی حکم نہیں لگایا پس باوجودیکہ فقیہوں سے کسی نے بھی اپنے گناہ گار ہونے کا منہ سے اقرار نہیں کیا مگر محض حکم نہ لگانے سے عیسائی اور یسوع مسیح دونو انہیں گناہ گار ٹھیراتے ہیں اب اس اصول کے ماتحت یسوع مسیح خود گناہ گار ٹھیرتے ہیں کیونکہ لکھا ہے۔

"یسوع نے کہا کہ میں بھی تجھ پر حکم نہیں لگاتا"

پس اگر فقیہی حکم نہ سنانے کی وجہ سے گناہ گار ہیں تو یہی کام خود یسوع مسیح سے صادر ہوا بلکہ فقیہی تو چپ چاپ چلے گئے مگر یسوع مسیح تو لفظاً اقرار کرتے ہیں کہ میں حکم نہیں لگاتا۔ نیز لفظ بھی کو پڑھو۔ کہ اوس میں مسیح اپنا اور فقیہوں دونو کا اشتراک حکم نہ لگانے میں بیان کرتے ہیں۔ جس کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ جس وجہ سے فقیہی حکم نہ لگا سکے۔ میں بھی اوسی وجہ سے حکم نہیں لگا سکتا۔ لیکن اگر یہ اشتراک نہ بھی ہو تو کم سے کم یہ امر واضح طور پر ثابت ہو گیا۔ کہ مسیح کے نزدیک ملزمہ پر حکم نہ لگانے کی علت گناہ گاری ہے اور چونکہ یہی فعل یسوع مسیح سے بھی سرزد ہوا اس لئے وہ بھی ملزمہ پر حکم نہیں لگاتے اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ یسوع مسیح بسبب گنہگار ہونے کے حکم لگانے کی جرأت نہ کر سکے ورنہ نہایت ضروری تھا کہ وہ گناہ گار فقیہی اور فریسیوں کے برخلاف معصوم اور بیگناہ ہونے کی وجہ سے ضرور اس ملزمہ پر حکم لگاتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا اور انہوں نے صاف کہا کہ میں بھی حکم نہیں لگاتا۔ لیکن اگر عیسائی یہ کہیں کہ یسوع مسیح نے باوجود بے گناہ ہونے کے ملزمہ پر حکم نہیں لگایا تو پھر یہودی بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے بھی بغیر گناہ گار ہونے کے ملزمہ پر حکم نہیں لگایا اس لئے یہ صحیح ہے کہ حضرت مسیح بھی ملزمہ پر اس لئے حکم نہیں لگا سکے کہ وہ خدائے قدوس کے مقابلہ میں اپنی ذات کو طاہر و اطہر سمجھنا سوء ادبی سمجھتے تھے۔

دوسری دلیل

دوسری دلیل عیسائیوں کی طرف سے یہ دی جاتی ہے کہ حضرت آدمؑ نے گناہ کیا ان کے گناہ کا اثر انکی تمام نسل میں سرایت کر گیا اس لئے ہر شخص جو آدم کی اولاد میں سے ہوگا۔ وہ گناہ گار ہوگا لیکن یسوع مسیح چونکہ بے باپ ہے اس لئے اوس تک باوا آدم کا گناہ نہیں پہنچ سکا بدیں وجہ وہ پاک و قدوس ہے۔

پہلا جواب

آدم نے گناہ کیا اس پر ایک سوال عیسائیوں سے کیا جاتا ہے کہ کیا آدم کسی کا بیٹا تھا؟ وہ کہیں گے کہ نہیں آدم کسی کا بیٹا نہیں تھا۔ تو ہم پوچھتے ہیں جب وہ کسی کا بیٹا نہیں تھا تو اس کو گناہ کس کے ورثہ میں ملا؟ عیسائی کہیں گے۔ آدم کو گناہ کسی سے ورثہ میں نہیں ملا کیونکہ اس کا کوئی باپ نہیں تھا ہم سوال کریں گے کہ گناہ کو ورثہ میں پانے کے بغیر بھی گناہ کسی سے سرزد ہو سکتا ہے؟ وہ کہیں گے کہ ہاں گناہ کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ورثہ میں ملے۔ بلکہ خود بوجہ اپنی مرضی اور مختار ہونے کی وجہ سے انسان گناہ کر سکتا ہے۔ تو اس کے جواب میں ہم عرض کریں گے کہ اگر یسوع مسیح بے باپ ہے اور اسے آدم سے ورثہ میں گناہ نہیں ملا۔ تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ لازماً گناہ سے بچے بلکہ جس طرح آدم نے بغیر کسی کا بیٹا ہونے کے گناہ کیا۔ اسی طرح یسوع مسیح بغیر کسی کا بیٹا ہونے کے گناہ کر سکتا ہے۔ نیز آدم کو ورثہ میں گناہ نہیں ملا۔ مگر وہ گنہگار ہو گیا۔ اسی طرح اگر یسوع مسیح کو ورثہ میں گناہ نہ ملے تو ضروری نہیں کہ وہ گنہگار نہ ہو۔ کیونکہ آدم کو بھی ورثہ میں گناہ نہیں ملا تھا۔ مگر وہ گنہگار ہو گیا تھا۔ پس عیسائیوں کا یہ کہنا کہ چونکہ یسوع مسیح بے باپ ہے اور اس طرح اسے آدم کا گناہ ورثہ میں نہیں ملا اس لئے لازماً وہ بیگناہ ہے غلط ثابت ہو گیا۔ کیونکہ یہ تسلیم کر کے کہ مسیح کو ورثہ میں گناہ نہیں ملا پھر بھی وہ گنہگار ہو سکتا ہے جیسا کہ آدم باوجود اس کے کہ اسے کسی سے ورثہ میں گناہ نہیں ملا پھر بھی وہ گنہگار ہو گیا تھا

دوسرا جواب

یسوع مسیح گو بے باپ ہے۔ اور اس طرح باپ کی طرف سے اس کا رشتہ آدم سے منقطع ہے۔ اور باپ کی طرف سے بے شک آدم کا گناہ یسوع مسیح تک نہیں پہنچا۔ مگر وہ آدم کی طرح بے باپ بے ماں نہ تھا بلکہ وہ ایک عورت کے پہلو سے پیدا ہوا تھا اور وہ عورت آدم کی بیٹی تھی۔ اور اس طرح یسوع مسیح گناہ کے ورثہ سے بچ نہ سکا۔ کیونکہ آدم کا یہ ورثہ جس طرح ہم کو ہمارے باپ اور ہماری ماں کے ذریعہ ملتا ہے اسی طرح مسیح کو یہ ورثہ اس کی ماں کی طرف سے ملا پس اگر ہم اس لئے گناہ گار ہیں کہ ہم اپنے باپ کی

ذریعہ سے آدم کے وارث ہیں تو بعینہٖ اسی طرح یسوع مسیح بھی اپنی ماں کے ذریعہ سے آدم کے وارث ہیں تبھی تو وہ ابن آدم ہیں اور حضرت آدم چونکہ گناہ گار تھے اس لئے لازماً یسوع مسیح بھی گناہ گار ہوں گے۔ پس باوجود بے باپ ہونے کے یسوع مسیح گناہ سے نہیں بچ سکتا۔ اور اس طرح عیسائیوں کی یہ دلیل بھی ٹوٹ گئی۔ وھو المقصود

تیسرا جواب

جس طرح آدم نے گناہ کیا اس لئے اس کے بیٹے بھی گناہ گار ہو گئے۔ اسی طرح بائیبل کا یہ اصول ہے کہ حوا نے گناہ کیا۔ اس لئے اس کی بیٹیاں بھی گناہ گار ہو گئیں چنانچہ لکھا ہے

"اس نے عورت سے کہا کہ میں تیرے حمل میں تیرے درد کو بہت بڑھاؤں گا اور درد سے تو لڑکے جنے گی۔"

(پیدائش $\frac{3}{16}$)

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ آدم ہی کا ورثہ اس کی نسل میں نہیں آیا۔ بلکہ حوا کے گناہ کا ورثہ بھی اس کی نسل تک پہنچا ہے۔ اور حضرت مریم چونکہ حوا کی بیٹی ہے۔ اس لئے وہ بھی گناہ گار ہوئی اور یسوع مسیح چونکہ مریم کا بیٹا ہے اس لئے وہ بھی اس گناہ کا وارث ہوا۔

چوتھا جواب

عیسائی یہ کہتے ہیں کہ مرد کا بیٹا گناہ گار ہوتا ہے۔ یہ اصول سچ ہو یا نہ ہو مگر بائیبل کا اصول اور ہے وہ کہتی ہے کہ عورت کا بیٹا گناہ گار ہوتا ہے چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں

"جو عورت سے پیدا ہوا کیا ہے کہ صادق ٹھہرے"

(ایوب $\frac{15}{14}$)

ناظرین دیکھا کیا صاف حوالہ ہے کہ جو بھی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا وہ صادق نہیں ٹھہر سکتا ضرور وہ گناہ کی آلائش میں ملوث ہوگا۔ اور چونکہ یسوع مسیح بھی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اس لئے لازماً وہ بھی صادق نہیں ٹھہر سکتا۔ پس جب بائیبل عورت کے بیٹے کو صادق نہیں ٹھہراتی تو عیسائی کس منہ سے مریم کے بیٹے کو گناہوں سے پاک و صاف ٹھہراتے ہیں۔

سید محمد اسحاق قادیان

ضروری اعلان

آل انڈیا نیشنل کانگرس کے خلاف اس کی سفرتوں سے پبلک کو آگاہ کرنے کے لئے اگر کسی احمدی دوست نے کوئی رسالہ یا پمفلٹ لکھا ہو۔ تو اس کی ایک کاپی دفتر نظارت اعلیٰ میں بھیج کر ممنون فرمائیں۔

ناظر اعلیٰ قادیان

خان صاحب منشی برکت علی صاحب امیر جماعت احمدیہ شملہ

کو

الوداعی ایڈریس

پچھلے دنوں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز دہلی تشریف لے گئے۔ تو انہی ایام میں جماعت احمدیہ شملہ و دہلی نے خان صاحب منشی برکت علی صاحب کو جو کہ ملازمت سے پنشن لیکر ریٹائر ہو رہے ہیں۔ اور دار الامان میں کلیۃً دینی خدمات سر انجام دینے میں مصروف ہونے والے ہیں۔ علیحدہ علیحدہ ایڈریس دیئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بھی باوجود بے حد مصروفیت کے از راہ ذرہ نوازی اس مجلس میں شرکت فرمائی۔ اور مختصر سی تقریر بھی کی۔ جو شائع کی جا چکی ہے اب جماعت شملہ و دہلی کے ایڈریس اور جناب خان صاحب کے جواب کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ شملہ کا ایڈریس

ہم ممبران جماعت احمدیہ شملہ جناب کو اس موقعہ پر جبکہ جناب ایک لمبی اور قابل تعریف ملازمت کے بعد پنشن پر جا رہے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ شملہ کی امارت سے سبکدوش ہو رہے ہیں الوداع کہتے اور اپنے اس اخلاص کا اظہار کرتے ہیں جس سے ہمارے قلوب لبریز ہیں۔ بیشتر اس کے کہ ہم ایڈریس پیش کریں اللہ تعالےٰ کے اس فضل کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز آج کل دہلی میں تشریف فرما ہیں۔ اور حضور نے اس موقعہ پر ہماری درخواست کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے اس مجمع میں شریک ہونا منظور فرمایا:

مخدومنا۔ دینی لحاظ سے تو ہمارے آپکے ساتھ تعلقات کا سلسلہ بہت لمبا ہے لیکن دنیوی لحاظ سے بھی ہم آپ کی ذات والا صفات کے ساتھ تعلقات کے ذکر میں خوشی اور محسوس کرتے رہے ہیں۔ آپ ۱۸۹۳ء میں شملہ میں بسلسلہ ملازمت تشریف لائے۔ اور عام قاعدہ کے ماتحت تھوڑی سی تنخواہ سے ملازمت شروع کی۔ لیکن خداداد قابلیت سے آپ نے بہت جلد ترقی کی۔ حتیٰ کہ جنگ عظیم کے زمانہ میں آپ سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ تک پہنچے۔ اور گورنمنٹ نے آپ کی خدمات کے اعتراف کے طور پر آپ کو خان صاحب کا اعزاز دیا۔

مکرمنا آپ نے ۱۹۰۱ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ شملہ کی بنیاد ڈالی۔ اس وقت جماعت کے چند افراد تسبیح کے بکھرے ہوئے دانوں کی طرح تھے۔ آپ نے ان کو منظم کیا۔ اور جماعت کو مستحکم بنیادوں پر کھڑا کر دیا۔ آپ اس جماعت کے پہلے سیکرٹری تھے۔ اور آپ کو ان تمام تکالیف سے دوچار ہونا پڑا۔ جو جماعت کی ابتداء میں کارکنوں کو پیش آتی ہیں اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ آپ کی کوشش اور سعی سے جماعت نے ترقی کی

حضرت مسیح موعود کی صحبت کے برکات

مخدومنا آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ مبارک پایا ہے۔ حضور کی پاک صحبتوں سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ ان صحبتوں کے تاثرات سے ہم بھی وقتاً فوقتاً مستفیض ہوتے رہے ہیں۔ ہم جب اپنے پیارے سید و مولیٰ حضرت مسیح زمان و مہدی دوران علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات آپ کی زبان سے سنتے۔ تو اخلاص کی لہریں جو ہمارے اندر دوڑتی تھیں۔ ان کو ہمارے قلوب آج تک محسوس کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ۱۹۰۸ء سے لیکر اس وقت تک کی خدمات کا تذکرہ کرنے کے بعد بیان کیا گیا

مکرمنا جدائی طبعاً شاق ہوتی ہے۔ اس سے ہم بھی مستثنیٰ نہیں لیکن ہمارے قلوب میں ایک مسرت آمیز رنج ہے۔ رنج ہمیں آپ سے جدا ہونیکا ہے گو ہم آپ سے امید رکھتے ہیں۔ کہ جدا ہو کر بھی آپ ہمیں یاد سے محو نہیں کریں گے لیکن اس میں خوشی کی آمیزش بھی ہے۔ کہ آپ جماعت کی رہنمائی کامیاب طریق پر سر انجام دینے کے بعد اپنے فرائض سے سبکدوش ہو رہے ہیں ہم کوئی دنیاوی تحفہ پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ ہاں وہ چیز جو ہمارا نقطۂ مرکزی۔ نصب العین اور دستور العمل ہے ہم پیش کرنے کی جرأت کرتے ہیں اسی کا درس ہم آپ سے سنتے رہے۔ اور اسی پر عمل کرنے کی آپ کی طرف سے ہدایات پاتے رہے۔

جماعت کے ممبر حضرت اقدس سے بادب درخواست کرتے ہیں۔ کہ حضور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چونکہ اس تقریب سعید پر بنفس نفیس موجود ہیں۔ یہ تحفہ حضور اپنے مبارک ہاتھوں سے عطا فرمائیں۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ حضور ہماری اس التجا و استدعا کو شرف قبولیت بخشیں گے۔ حضرت اقدس نے قرآن کریم اپنے دست مبارک سے خان صاحب منشی برکت علی صاحب کو عطا فرمایا ۔

جماعت احمدیہ دہلی کا ایڈریس

آپ نے نہ صرف یہ کہ اپنے ہاتھوں سے جماعت شملہ کی بنیاد ڈالی بلکہ اپنی صائب رائے اور صحیح مشورہ سے مشکل اوقات میں جماعت کی رہنمائی فرماتے ہوئے بہت سے خطرناک موقعوں سے اسے بسلامت نکال کر ایک ممتاز جماعت بنا دیا۔ پھر یہ امید بھی ہمارے سینوں میں خوشی کی ایک لہر پیدا کرتی ہے۔ کہ آپ دارالامان میں پہنچ کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کاموں کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر دیں گے۔ یہی وہ نظارہ ہے جس کے دیکھنے سے جسمانی آنکھیں معذور ہیں۔ مگر ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ کوششیں اور تدبیریں عظیم الشان نتائج کا پیش خیمہ ہیں۔ وہ عظیم الشان نتائج جن کے نکالنے کا خدا تعالے نے وعدہ کیا ہوا ہے۔ جب وہ نتائج نکلیں گے تو وہی تدبیریں جو اس وقت چھوٹی نظر آتی ہیں۔ دنیا کی نظر میں بہت بڑی دکھائی دینگی ۔

اس دوران میں جبکہ دہلی اور شملہ کی جماعتیں دہلی میں اکٹھی ہوتی ہیں۔ ہم نے جلسوں خطبوں۔ اور دوسری تقریبوں پر آپ کی خداداد قابلیت۔ بیش بہا خیالات۔ قیمتی نصائح اور انتظامی قابلیت سے فائدہ اٹھایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات والا صفات کیساتھ جو غیر متزلزل وفاداری سچی اطاعت اور فرمانبرداری آپ کو حاصل ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ کسی ضروری موقعہ کو آپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیا جس میں جماعت کو یہ ذہن نشین کرانے کی کوشش نہ کی ہو۔ کہ خلیفہ وقت کی اطاعت میں جماعت کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ خلیفہ کا تقرر خدا تعالے کے منشار کے ماتحت ہوتا ہے۔ اس لئے جس طرح انتظامی امور میں اس کی اطاعت فرض ہے۔ اسی طرح دینی امور میں بھی اس کا فتویٰ چلتا ہے۔ اور درحقیقت یہی سپرٹ ہے۔ جو ہر احمدی میں ہونی چاہیئے۔ اور جس کے لئے آپ ہمیشہ کوشش کرتے رہے۔ آج وہ مہتم بالشان فرق جو ہم کو آسانی کے ساتھ دوسروں سے ممتاز کرتا ہے۔ یہ ہے۔ کہ ہم ایک واجب الاطاعت امام کے ہاتھ پر جمع ہیں۔ اسی اجتماع کی برکت سے وہ اہم امور جو دوسروں کی نظروں سے کوہ گراں سے کم نہیں ہوتے۔ اللہ تعالے کے فضل و تائید سے ہماری تھوڑی سی توجہ سے سر ہو جاتے ہیں

بالآخر ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالے آپ کو اور آپ کے دیگر متعلقین کو ہمیشہ اپنے فضل و کرم کے سایہ میں رکھے۔ اور بیش از بیش دینی خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے

خان صاحب کا جواب

سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ایسا سامان بہم پہنچایا کہ ہمارے سید و آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ بھی اس تقریب میں جو کہ آپ نے اس عاجز کے اعزاز میں منعقد فرمائی ہے۔ رونق افروز ہیں۔ میرے لئے یہ بے حد فخر کا مقام ہے اور اس کے لئے میں جس قدر بھی اللہ تعالیٰ کا شکریہ کروں کم ہے۔ میں حضرت اقدس کا بھی تہ دل سے ممنون ہوں۔ کہ حضور نے باوجود مشاغل کثیر کے شمولیت فرما کر ہم سب کو مرہون منت فرمایا۔

برادران جیسا کہ آپ کو معلوم ہے میں سبکدوشئ ملازمت کے ارادہ سے لمبی رخصت لے کر دارالامان چلا گیا تھا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ نے مجھے اسسٹنٹ ناظر تعلیم و تربیت مقرر فرما دیا تھا۔ مگر چند روز بعد عند الملاقات حضور نے فرمایا۔ کہ اگر کچھ عرصہ اور ملازمت ہو سکتی ہے تو کر لینی چاہیئے۔ اس لئے میں واپس چلا آیا۔ پس آج کی تقریب حقیقت ایک معنی میں حضور کی طرف منسوب ہو سکتی ہے کیونکہ حضور کی منشاء مبارک کے ماتحت مجھے کچھ عرصہ آپ برادران کی اور خدمت کرنے کا موقعہ مل گیا۔

برادران ۔ ۱۹۳۸ء میں بھی آپ نے شملہ میں اس عاجز کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی دی تھی نیز ایک قیمتی نقرئی گھڑی بطور تحفہ عطا فرمائی تھی۔ جو اس وقت میری جیب میں ہے مجھے یہ کہنے میں ہرگز تامل نہیں کہ آپ کے اخلاص محبت کو اس کے آئینہ میں دیکھتا ہوں۔ میرے خیال میں دوبارہ تکلیف کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر یہ آپ کی مہربانی ہے کہ آپنے پھر ایک گارڈن پارٹی کا انتظام کیا ہے نیز ایک قیمتی نسخہ قرآن کریم کا بطور تحفہ عطا فرمایا۔ مجھے محبت اور اخلاص کے ان جذبات کا پورا احساس ہے جن سے مجبور ہو کر آپ نے پھر یہ انتظام کیا ہے۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں۔ جن سے میں آپ کی اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کر سکوں۔ میں تہ دل سے آپ کا ممنون ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ جس طرح آپ نے میری عزت افزائی کی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو دین و دنیا میں ترقی دے اور عزت سے رکھے۔

یہ تحفہ جو آپ نے عطا فرمایا ہے۔ میرے لئے دین و دنیا کا فخر ہے اور آپ کی مہربانی میرے لئے دین و دنیا کا ذخیرہ ہے دعا کریں کہ اللہ تعالے مجھے اس سے دین و دنیا کا فائدہ حاصل کرنے کی توفیق دے۔

میں احباب دہلی کا بھی از حد ممنون ہوں کہ انہوں نے بھی میری عزت افزائی میں حصہ لیا ہے جیسا کہ انہوں نے اپنے ایڈریس میں ذکر کیا ہے واقعی میرا یہ خیال ہے کہ جماعت کی ہر نوع کی دینی اور دنیوی ترقی خلیفہ وقت کی اطاعت پر منحصر ہے۔ یہ میرا محبوب مضمون ہے اور جہاں تک ہو سکا میں نے ہمیشہ اس عقیدہ کو ذہن نشین کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں خوش ہوں کہ احباب نے اسے محسوس کیا ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عقیدہ پر قائم رہنے اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

احباب شملہ۔ آپ نے اپنے ایڈریس میں اس عاجز کی دینی اور دنیوی خدمات کا جو ذکر کیا ہے میں ان کے متعلق اتنا عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس میں شک نہیں میں نے پہلے بحیثیت سکرٹری اور بعد ازاں بطور امیر اپنی بساط کے مطابق جماعت کو متحد رکھنے اور اس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے سلسلہ کے احکام کے ماتحت صحیح راستہ پر چلانے کی کوشش کی۔ مگر اس کا جو نتیجہ برآمد ہوا۔ وہ میری محنت کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ اول تو اس میں آپ کی کوشش کا بھی دخل ہے دوئم اللہ تعالیٰ کا فضل۔ ذٰلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء دنیا میں بہت لوگ ہیں جو بڑی بڑی قربانیاں کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی کامیابی حاصل نہیں ہوتی برخلاف اس کے ہماری مٹھی بھر جماعت نے جو کام کر کے دکھایا ہے دنیا حیران ہے۔ ایک وقت تھا کہ غیر تو غیر اپنے کہلانے والے بھی اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے مگر اس وقت خدا کے فضل سے نہ صرف دینی بلکہ سیاسی طور پر بھی دنیا میں ہمارا رعب قائم ہوتا جاتا ہے

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا (حضرت مسیح موعود)

یہ مقدر ہو چکا ہے کہ احمدیت دنیا میں پھیلے اور پھولے اور اسے ہر طرح دینی اور دنیوی اقتدار حاصل ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری ادنیٰ سی کوشش بھی بڑا ثمر پیدا کر دیتی ہے اور دوسروں کی بڑی بڑی قربانیاں بھی رائیگاں جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے سلسلہ کی بنیاد پڑی اور خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس کی اشاعت ہوئی۔ مگر اس قضائے آسمانی نے جو نظارہ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد میں دکھایا ہے وہ حیرت انگیز ہے اور اگر قلب سلیم اور فطرت صحیح ہو تو دشمن بھی اس کی تصدیق کئے بغیر نہیں رہ سکتا چنانچہ دیکھ لو کہ کس طرح چار دانگ عالم میں ہمارے مشن قائم ہو گئے ہیں اور ہر کونہ میں احمدیت جڑیں پکڑ رہی ہے اصل میں راستہ صحیح ہو نیک نیتی اور استقلال سے اس پر قدم رکھا جائے۔ تو تھوڑی کوشش بھی منزل مقصود تک پہنچا دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ گو ظاہراً ہماری کوششیں کچھ ایسی گہری اور وسیع نہیں ہوتیں۔ مگر دیانتداری اور نیک نیتی دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو جاتا ہے اور ہم اس کے فضل سے منزل مقصود کے نزدیک ہوتے جاتے ہیں برادران آپ نے ہمیشہ میرے ساتھ پیار و مہربانی کا سلوک کیا ہے۔ اور میری دینی کوششوں میں تعاون کرنے سے کبھی پہلو تہی نہیں کی۔ گو میں نے ہمیشہ کثرت رائے کا احترام کیا مگر تاہم اگر کبھی میں نے جماعت کی بہبودی کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے خلاف فیصلہ کیا۔ تو آپ نے بڑی فر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو، کو قبول کیا۔ اور میں اس کے لئے تہ دل سے آپ کا ممنون ہوں۔
برادران ... اظہار طرف سے نیاک نیتی سے
آپ کے ساتھ ہمیشہ محبت و پیار کا برتاؤ کیا ہے۔ اور آپ
مشورہ کے بغیر کبھی کوئی کام نہیں کیا۔ ہمیشہ آپکے مشورہ کی
قدر کی ہے۔ اور جماعت کی بہتری کے ساتھ آپ کی ذاتی بہتری
کو نظر انداز نہیں کیا۔ تاہم مجھے اپنی کمزوری کا اعتراف ہے۔ ممکن
ہے۔ کہ میں نے کبھی سختی کی ہو۔ اور میری وجہ سے کسی کو تکلیف
پہنچی ہو۔ یا رنج ہوا ہو۔ مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اگر
کبھی ایسا ہوا ہو وہ دو تین وجوہات سے خالی نہیں:

(۱) ممکن ہے مجھ سے غلطی ہو گئی ہو۔ یا لاعلمی کی وجہ سے
کوئی ناگوار فعل سرزد ہو گیا ہو۔

(۲) میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے۔ کہ درجہ بدرجہ حضرت
خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خاندان نبوت۔ اراکین
مرکز۔ لوکل عہدیداران اور امیر جماعت کا مناسب احترام کیا جائے
اس کوشش میں ممکن ہے کسی کو رنج پہنچا ہو۔

(۳) میری یہ بھی کوشش رہی ہے۔ کہ میں نے بحیثیت مجموعی
جماعت کی بہتری کے مقابلہ میں شخصی مفاد کی چنداں پرواہ نہیں
کی۔ اس وجہ سے بھی ممکن ہے کسی دوست کو تکلیف ہوئی ہو
غرض جہاں تک مجھے یاد ہے۔ میں نے ذاتی فائدہ
کی خاطر یا کینہ کی وجہ سے کسی کو تکلیف دینے کی کوشش نہیں
کی۔ تاہم میں ایک کمزور انسان ہوں۔ میری وجہ سے اگر کسی کو
تکلیف پہنچی ہو۔ یا رنج ہوا ہو۔ تو براہ مہربانی مجھے معاف کر دیا جائے

برادران اتنے لمبے عرصہ کی رفاقت کے بعد جب جدائی
کا خیال آتا ہے۔ تو دل میں ایک درد محسوس ہوتا ہے۔ البتہ اس
درد میں ایک خوشی بھی ہے۔ کہ میں اپنے پیچھے ایک ایسی مخلص
جماعت چھوڑے جاتا ہوں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ
تعالےٰ بنصرہ العزیز کی بفضل خدا مطیع و منقاد ہونے میں دوسری
جماعتوں سے کم نہیں۔ نیز یہ خوشی ہے۔ کہ اس جدائی کے بعد
اپنے پیارے مسیح کی مبارک بستی میں مقیم ہونیکا ارادہ رکھتا ہوں
دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ
اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحبت میں اور آپکی فرمانبرداری میں رہ
کر دین و دنیا کے فائدہ سے متمتع ہونیکی توفیق دے

برادران جس خلوص کا ثبوت جماعت شملہ و دہلی کی بہنوں
نے میری اہلیہ کے ساتھ جو کہ لجنہ اماءاللہ کی پریذیڈنٹ ہیں۔
ایڈریس پیش کر کے اور نقرئی طشت عطا فرما کر دیا ہے۔ اس
کے لئے میں اور میری اہلیہ ہر دو تہ دل سے ممنون ہیں اور دعا کرتے
ہیں کہ آپ سب کو اللہ تعالےٰ نے بیش از بیش خدمت دین کا
موقعہ نصیب کرے۔ امید ہے۔ کہ آپ ہمارا یہ اظہار شکر قبول فرمائیں
گے۔ اور جماعت کی بہنوں تک پہنچا دیں گے۔

...—...—✕—...—...

ہوم منسٹر کے متعلق مسلمانان کشمیر کو غلط مشورہ

جموں ۸ اپریل۔ انقلاب مورخہ ۸ اپریل میں ایک مضمون بعنوان
"خان بہادر شیخ عبدالقیوم کے خلاف غلط فہمیاں" مسلمانان کشمیر
کے نادیدہ کرم فرما محمد وحیدالدین صاحب ساکن لاہور کی طرف سے
خان بہادر موصوف کی حمایت میں شائع ہوا ہے۔ جسمیں مضمون
نگار صاحب رقمطراز ہیں کہ خان بہادر عبدالقیوم جو حال ہی میں مرزا
سر ظفر علی کی جگہ ہوم منسٹر مقرر ہوئے ہیں۔ ایک نہایت ہوشمند اور
مدبر افسر ہیں۔ بندہ پرور! خان بہادر صاحب کی ہوشمندی اور تدبر
سے کس کو انکار ہے۔ ان کی ہوشمندی اور تدبر کی اس سے بڑھ کر
اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ کہ آپ کشمیر جیسی ریاست میں پرائیویٹ
اتالیق کے درجہ سے ترقی کر کے آج ہوم منسٹر جیسے ذمہ وار عہدے
پر تعینات ہونے کے علاوہ خان بہادر بھی ہیں۔ مسلمانان کشمیر کو
صرف ہوشمند اور مدبر افسر کی ضرورت ہی نہیں۔ بلکہ ہوشمندی اور تدبر
کے ساتھ ہمدرد مسلمان کی حاجت ہے۔ مظلوم مسلمانان کشمیر کو محلت پسند
اور اشخاص و افراد کے اعمال کا محاسبہ کئے بغیر ایک نظر قائم کر لینے
والے اور غیر محتاط کہنا آپ ہی کا حصہ ہے۔ کیا خوب خان بہادر
کی حمایت آپ شوق سے کرتے۔ لیکن آپ مسلمانان کشمیر کے زخمی
دلوں پر نمک پاشی بھی فرما رہے ہیں ؎

عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت است

مسلمانان کشمیر نے اپنی محبوب انجمن (ینگ مینز مسلم ایسوسی
ایشن جموں) کے ذریعہ خان بہادر موصوف کے اس جدید عہدہ پر تقرر
کے خلاف عدم اعتماد کا اظہار کر کے ظاہر کر دیا ہے۔ کہ اب مسلمان
اپنے نیک و بد کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ اس جدید عہدہ سے پہلے
خان بہادر ممدوح ریاست کے اکثر ذمہ وار عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں
بہتر ہوتا۔ کہ ہم کو آپکے گزشتہ کارناموں پر روشنی ڈالنے کی زحمت
نہ دی جاتی۔ اور آپ کی مخالفت کے دلائل ہم سے نہ پوچھے جاتے
اور اب بھی ہم مصلحتاً ان امور کو کسی آئندہ صحبت پر اٹھا رکھتے ہیں
البتہ یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ ہوم منسٹر ہونے کے بعد
آپ کا پہلا کارنامہ اس مہا سبھائی ہندو سپرنٹنڈنٹ مسمی رام چند
کے تبادلے کے احکام کی منسوخی ہے۔ جسے منسوخ نہ کرنے پر مرزا سر
ظفر علی کو مستعفی ہونا پڑا تھا۔ باقی رہا۔ مرزا سر ظفر علی کے تقرر کے
وقت مسلمانان کشمیر کا ان کے خلاف آواز اٹھانا۔ اس کی وجہ ایک
تو یہ تھی۔ کہ پنجاب کے مسلمان سر مرزا صاحب کے کسی گزشتہ طرز
عمل سے برافروختہ تھے۔ (گو معاملات کشمیر میں آپ والوں کی بعض
کارروائیوں سے ہمیں بھی اختلافات ہیں) دوم مرزا صاحب موصوف
راجا ہری کشن کول کے آوردہ تھے لیکن جونہی کہ مسلمانوں کو آپ کے
طرز عمل سے آپ کی شخصیت بحالات موجودہ مناسب اور موزوں
نظر آئی۔ مسلمانوں نے ان کو اپنے دلوں میں جگہ دیدی۔ بلکہ بار بار
آپ کی ذات پر اپنے پورے اعتماد کا اظہار کیا۔ اب جناب وحیدالدین
صاحب پنجاب میں بیٹھے ہوئے خان بہادر ماسٹر عبدالقیوم صاحب
کی ذات شریف سے نیک امید رکھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ لیکن
ہم انہیں جتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہم آپ کی مفید نصیحت پر عمل پیرا
نہیں ہو سکتے۔ آپ نے خان بہادر کا صرف نام سنا ہو گا۔ اور ہماری
ان کی مدتوں کی جان پہچان ہے۔ سالہا سال سے وہ ہمارے حاکم اور
ہم ان کے محکوم ہیں۔ ان کے تدبر اور ہوشمندی کا جتنا تجربہ ہمیں
ہے۔ آپ کو نہیں۔ آپ شوق سے لکھا کریں۔ کہ "جہاں تک ہم
کو حالات کا علم ہے۔ وہ سچے مسلمان اور اپنے دل میں مسلمانوں کا
درد رکھتے ہیں" لیکن مسلمانان کشمیر آپ کی باتوں میں آنے والے
نہیں۔ اور "آزمودہ را آزمودن جہل است" کے زریں مقولہ پر عامل
رہ کر آپکے ارشاد کی تعمیل سے قاصر ہیں۔ (نامہ نگار)

مسلمانان کشمیر کے لئے ایک اور بلا نازل ہو گئی

شہر میں زبردست افواہ ہے۔ کہ نواب سر مہر شاہ ریاست کشمیر
کے وزیر ہو کر آ رہے ہیں۔ مسلمان اس افواہ کو سنکر بے حد پریشان
اور مضطرب ہیں۔ کیونکہ نواب صاحب موصوف ابتدا میں راجا
ہری کشن کول کے ایما پر غریب مسلمانان کشمیر کو اپنی خود غرضیوں
کی بھینٹ چڑھا چکے ہیں۔ مسلمانان ریاست آپ کو کسی حالت
میں بھی اپنا بہی خواہ نہیں سمجھ سکتے۔ بتیس لاکھ مسلمانان کشمیر
اب تک آپ کی جان کو دعائیں دے رہے ہیں۔ اور ہر وقت
دعا کرتے رہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپکو ہماری طرح خوش و
خرم رکھے۔ مسلمانان کشمیر پر سب سے پہلی مصیبت آپ کی وجہ
سے آئی۔ خدانخواستہ اگر آپ واقعی کشمیر میں کسی شعبہ کے وزیر
ہو کر آئے۔ تو یہ مسلمانوں کی انتہائی بدنصیبی سمجھی جائے گی۔ کیا
گورنمنٹ کو کشمیر کے لئے سارے ہندوستان کے مسلمانوں میں
سے کوئی قابل آدمی وزارت کے لئے نظر نہیں آیا۔ (نامہ نگار)

ایک ہوشیار باورچی

ایک دیانتدار باورچی جو ہندوستانی کھانا پکانے
کا ماہر ہے۔ موجود ہے۔ غریب آدمی ہے۔ بے روزگار ہے۔
اگر کسی دوست کو ضرورت ہو۔ تو ہم سے خط و کتابت کرے۔
ناظر امور عامہ قادیان

انیس عالم

علاج ہومیوپیتھک ایک نہایت لطیف علاج ہے۔ اس بے بہا سائنس میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے بے انتہا فوائد رکھے ہیں۔ زہر کو تریاق اسی ہی سائنس نے ثابت کیا قلیل دوا۔ زیادہ فائدہ۔ روپیوں کا کام پیسوں۔ اور سالوں کا دنوں میں ان ہی دواؤں سے ہوتا ہے۔ سینکڑوں ڈاکٹروں کی مجربات ہزاروں بار تجربہ شدہ۔ کھانے میں مزیدار۔ زود اثر بے ضرر۔ بیماری کو جڑ سے کاٹنے والی۔ جیر بیمارؔ کی تکلیف سے بچانیوالی دنیا میں مقبول مایوس العلاج بفضل خدا صحت یاب ہوئے ہیں آپ بھی استعمال کرائیں تو انشاء اللہ سریع التاثیر پائیں گے۔

قیمت خوراک ایک ماہ:۔ بواسیر ۱۲/ دمہ ۱۲/ تپ ۱۲/ ذیابیطس ۱۲/ دق ۸/ سفید داغ ۱۲/ مرگی گنٹھیا ۱۲/ جریان ۱۲/ گندہ امراض فی ہفتہ ایک روپیہ۔ مقویات اور ٹانک فی شیشی ۱۲/ پورا حال لکھیے۔ غریبوں کے لئے خاص رعایت ہے

ڈاکٹر محمد حسن احمدی M. D. H. S.

بیری اکبر پور کان پور

عمدہ جڑی بوٹی اور نادر موقعہ

ہماری سنت سلاجیت ہندوستان میں کافی شہرت پا چکی ہے۔ جس کی عمدگی پر علاوہ کئی اطباء کرام حکیم اجمل خاں اور حکیم عبدالواحد زبدۃ الحکماء سرحدی سرٹیفکیٹس دے چکے ہیں اس سے حب راسے طبیب ۸۰ فیصدی امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔ ۵/ کے ٹکٹ آنے پر نمونہ مفت قیمت ایک سیر کے لئے پانچ روپیہ۔ پتہ

جمیل احمد مینیجر کارخانہ جڑی بوٹی بالاکوٹ

ضلع ہزارہ صوبہ سرحدی

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے

لہٰذا آپ کو بھی یہ بہترین موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہئیے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی کہ زیادہ مطالعہ سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں کچھ سرخی بھی تھی، ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا موتی سرمہ استعمال کیا، مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا"۔

یہ موتی سرمہ ضعف بصر، گکرے، جلن، جالا، پھولا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند غبار، پڑبال، ناخونہ، گو ابتدائی موتیابند وغیرہ، غرضیکہ یہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے، جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کو استعمال رکھینگے، وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائینگے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے، محصول

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

دل میں نئی امنگ، اعضاء میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا، کمزور کو زور آور اور زور آور کو بوڑھے کو جوان اور جوان کو نوجوان بنانا اس اکسیر کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ آپ اکسیر البدن استعمال کر کے اپنے بھاری ذخیرہ جمع کر سکتے ہیں، قیمت ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپے، محصولڈاک علاوہ۔

حکیم صاحبان تو اکسیر البدن کی ہی تعریف کرتے ہیں۔ جناب مولانا حکیم قطب الدین صاحب سب سے پرانے اور تجربہ کار حکیم ہیں، وہ اکسیر البدن کے متعلق اپنا تجربہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ کی سخت شکایت تھی، یہانتک کہ اٹھنے بیٹھنے سے بھی سخت لاچار تھا، آپکی دوا اکسیر البدن کے استعمال سے میری صحت بہت اچھی ہو گئی، واقعی یہ دوا مقوی اعصاب، مقوی دماغ اور مقوی جسم و باہ ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان، ضلع گورداسپور پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کے انگلش ٹیچر کو پڑھتے ہوئے

انگریزی خود بخود آجاتی ہے

دیکھئے جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد احمدی ٹریننگ کلاس کیا فرماتے ہیں۔ واقعی جدید انگلش ٹیچر ایک نایاب کتاب ہے۔ کتاب کے حجم کو دیکھتے ہوئے قیمت بھی ارزاں ہے۔ آپ نے دریا کو ایسے دلچسپ طریقے سے کوزہ میں بند کیا ہے۔ کہ اس کو پڑھتے ہوئے دل بالکل نہیں گھبراتا۔ جب اس کو پڑھتے ہوئے انگریزی خود بخود آجاتی ہے۔ تو اس کو چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ جس کی بھی نظر سے جدید انگلش ٹیچر گزرا۔ اس کے منہ سے سبحان اللہ نکل گیا۔ میرے خیال میں ایسی آسان اور فصیح انگلش ٹیچر آج تک شائع نہیں ہوئی۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ اگر لائق استاد کی طرح انگریزی نہ سکھائے۔ تو کل قیمت واپس منگوالیں۔

قمر برادرز (الف) شملہ

گولڈ پن

مقوی دل۔ مقوی دماغ مقوی معدہ غرضیکہ تمام اعضائے رئیسہ کے لئے نہایت مفید اور بے مثل گولیاں ہیں۔ ہر قسم کی سستی و کمزوری کے لئے اس سے بڑھ کر یقیناً کوئی چیز آپ کو نہ ملے گی ایک دفعہ تجربتاً ضرور منگوائیں اور ہماری صداقت کا امتحان کرو قیمت پچاس گولیوں کی ایک شیشی ۱۲/ معہ محصول ڈاک

مینیجر شفاخانہ دلپذیر

سلانوالی ضلع سرگودہا

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس چوہدری صادق علی صاحب بی۔ اے تحصیلدار و اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوئم راولپنڈی

سلطان خان ولد قائم خان ذات ڈھونڈ ساکن چارہاں — بنام شاہنواز خاں و محمد ایوب خاں پسران ... شیر زمان۔ محمد زمان۔ علی افسر۔ محمد افسر ... فقیر خان۔ فضل الٰہی و اکرم الٰہی و نذیر محمد ... ممندا خاں۔ جہانداد و اسلم داد پسران ... قوم ڈھونڈ ساکنان چارہاں

دعویٰ تقسیم اراضی کھاتہ مشترکہ ۱۳۲۶ تعدادی ... کنال واقعہ ... ۱۰ مرلہ ... چارہاں

۳۳۶۷ - ۳۳۶۹ - ۳۳۷۰ - ۳۳۷۲

مقدمہ مندرجہ عنوان میں مدعاعلیہم دیدہ دانستہ تعمیل سے گریز کرتے ہیں۔ سمن مدعاعلیہم پر دشوار نظر آتے ہیں۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا ... کیا جاتا ہے۔ اگر مدعاعلیہم ۲۰/۴۲ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی نہ کریں گے۔ تو ان کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی

آج بتاریخ ۱۱/۴۲ بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا

مہر عدالت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

میسرز میکسیملین اینڈ کمپنی پبلشرز نے ایک کتاب "ایجپٹ پرابلم" شائع کی تھی۔ جس میں سابق خدیو مصر عباس حلمی پاشا کی پالیسی پر سخت نکتہ چینی کی گئی تھی۔ پاشا نے سوسورٹ نے کمپنی مذکور پر ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کر دیا جو ۹ / ۱۰ اپریل کو کنگس بنچ ڈویژن قاہرہ میں پیش ہوا۔ مدعا علیہ نے کہا۔ کہ جو کچھ ہوا۔ ہم اس کے لئے معافی چاہتے ہیں قابل اعتراض حصے آئندہ اشاعت سے حذف کر دئے جائیں گے چنانچہ مقدمہ واپس لے لیا گیا۔

احمد آباد سے سٹیٹسمین کے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ کانگرسی اب ڈاک میں جانے والے خطوط کو تلف کرنے کی مہم جاری کرنے والے ہیں۔ چنانچہ ایک رومال میں گندھک باندھ کر اسے مٹی کے تیل میں تر کر کے ایک لیٹر بکس میں ڈالدیا گیا۔ لیکن غنیمت ہوا۔ کہ خطوط کو آگ نہیں لگی۔

نوا کھالی سے ۱۱ اپریل کی اطلاع ہے کہ کانگرسی کارکنوں کی طرف سے لوگوں کو نوٹس دئے جا رہے ہیں۔ کہ سرکاری بانڈ واپس کر دو۔ ورنہ قتل کر دیا جائیگا۔

پشاور سے ۱۱ اپریل کی خبر ہے کہ ہشت نگر کے مقام پر سرخ پوشوں نے انتخابات میں رکاوٹیں ڈالنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مرد اور عورتیں قرآن ہاتھ میں لے کر ووٹروں کو قسمیں دے رہے تھے۔ کہ ووٹ نہ دیں۔ ایک کانسٹیبل پولیس کے پیٹ میں چاقو بھونک دیا گیا۔ لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی۔

دہلی سے ۱۱ اپریل کی خبر ہے کہ قانون ترمیم ضابطہ فوجداری جو عام طور پر قانون نظر بندان بنگال کے نام سے مشہور ہے۔ سے گورنر جنرل نے بھی منظور کر لیا ہے۔

حال ہی میں لندن سے سرجیمس جان کی موت کی خبر آئی ہے آپ ٹوراہم کے رہنے والے تھے۔ اور مختلف انواع و اقسام کی تیتریاں جمع کرنے کا شوق رکھتے تھے۔ جسے پورا کرنے کے لئے ہر سال دس ہزار پونڈ خرچ کرتے تھے۔ ساری دنیا میں ان کے ایجنٹ تھے۔ جو تیتریوں کے نادر نمونے بھیجتے رہتے تھے۔ خود بھی وہ بہت سے ممالک کا سفر کر چکے تھے۔ اسی شوق میں وہ دو بار دیوالیہ بھی ہوئے۔ مگر پھر سنبھل گئے۔ انہوں نے اپنے پیچھے ۱۵ لاکھ سے زائد تیتریاں چھوڑی ہیں۔ جن کی قیمت کا اندازہ پندرہ لاکھ پاؤنڈ ہے۔

دہلی سے ۱۱ اپریل کی خبر ہے کہ قصبہ نارنول میں ہندوؤں نے ہولی کے سلسلہ میں ایک جلوس نکالا۔ اور ایک خالص مسلم محلہ سے گذرتے ہوئے خلاف دستور سابقہ مسجد کے سامنے باجہ بجایا حالانکہ پہلے اس کی اجازت حاصل نہ کی گئی تھی۔ موجودہ وقت پولیس افسران نے بھی سخت ممانعت کی۔ مگر ہندو نہ رکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فریقین میں خوفناک تصادم ہوا۔ جسے پولیس نے گولی چلا کر فرو کیا نقصان کی تفصیلات تاحال موصول نہیں ہوئیں۔

بمبئی سے ۱۲ اپریل کو معتبر ذرائع سے موصول شدہ خبر ہے کہ گورنمنٹ ہند اس بات کی پوری کوشش کر رہی ہے۔ کہ اسی سال موسم خزاں میں پارلیمنٹ کا جو اجلاس ہو۔ اس میں ہندوستان کے لئے اصلاحات کا بل پیش کر دیا جائے خیال کیا جاتا ہے کہ جہاں تک مسلمانوں کے مطالبات کا تعلق ہے حکومت برطانیہ حکومت ہند کے مکتوب کی سفارشات سے آگے نہیں بڑھے گی۔ اور مسلمانوں کو پنجاب و بنگال میں زیادہ سے زیادہ ۵۱ فیصدی نیابت دی جائیگی۔

پشاور سے ۱۲ اپریل کو ایسوسی ایٹڈ پریس کے نامہ نگار نے اطلاع دی ہے کہ صوبہ سرحد کی پہلی کونسل کے صدر خان آف زیدہ مقرر کئے جائیں گے۔ خان صاحب پہلے سر عبدالقیوم کے مقابلہ میں بطور امیدوار کھڑے ہوئے تھے۔ مگر بعد میں دستبردار ہو گئے۔

پشاور میں ۱۳ تاریخ کو انتخابات کا جو نتیجہ نکلا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ پیر بخش خاں (وکیل پشاور) عبدالغفور بیرسٹر چارسدہ۔ اور خان بہادر تاج محمد خاں نوشہرہ سے کامیاب ہوئے ہیں۔

سول کے نامہ نگار نے دہلی سے اطلاع دی ہے کہ حکومت برطانیہ ہندوستان کے فرقہ وار سوال کا حل مئی کے آخر میں کر دے گی

پشاور سے ۱۳ اپریل کی خبر ہے کہ ملا چکنور کے بیٹے کے ایما پر چار سو قبائلی مہمندوں نے درہ خاپک سے نکل کر وادی گندہ پر حملہ کر دیا۔ اور حکیم زائیوں کے کئی دیہات جلا دئے۔ کیونکہ انہوں نے مہمندوں کے خلاف حکومت برطانیہ کو مدد دی تھی۔

پشاور سے ۱۱ اپریل کی اطلاع ہے کہ سرخ پوشوں نے مردان میں پولنگ سٹیشنوں پر پکٹنگ کیا۔ اور لاٹھی چارج کے باوجود منتشر نہ ہوئے۔ بلکہ الٹا پتھر برسانے لگے۔ جس سے کئی سپاہی زخمی ہوئے۔ آخر پولیس کو گولی چلانی پڑی۔ جس سے مفسد منتشر ہو گئے۔ اموات کی تفاصیل ہنوز موصول نہیں ہوئیں

برلن سے ۱۲ اپریل کی خبر ہے کہ انتخابات میں مارشل وان ہنڈنبرگ پھر کامیاب ہو کر صدر منتخب ہوئے ہیں۔

کانگرسیوں کی طرف سے احمد آباد میں لیٹر بکسوں میں آگ لگانے کی خبر دی جا چکی ہے معلوم ہوا ہے کہ ۱۳ اپریل کو الہ آباد میں بھی ایسی شرارت کی گئی۔ جس سے کئی خطوط تلف ہو گئے۔ آگ لگانے میں سپرٹ استعمال کیا گیا۔ باندا کی خبر ہے کہ وہاں بھی ایسی شرارت کی گئی۔ اور ریلوے سٹیشن کے قریب ٹیلیگراف کے تار بھی کاٹ دئے گئے۔

کلکتہ سے ۱۳ اپریل کی اطلاع ہے کہ رات کے وقت کسی نے ایک سب انسپکٹر پولیس کے مکان پر بم پھینکا۔ لیکن کوئی شخص زخمی نہیں ہوا۔ صرف ایک بکری کا بچہ زخمی ہوا۔

سورت سے ۱۳ اپریل کی اطلاع ہے کہ حکومت نے مقامی کانگرس کمیٹی کا پونے گیارہ ہزار روپیہ ضبط کر لیا ہے اور جن لوگوں کے پاس یہ جمع تھا۔ انہیں بھی گرفتار کر لیا ہے۔

بمبئی سے ۱۲ اپریل کی اطلاع ہے کہ وہاں کے مشہور سیٹھ گوکل چند ہیرا چند کو روزانہ پولیس میں حاضری دینے کا حکم دیا گیا تھا۔ اور چونکہ اس کی تعمیل نہیں کی گئی۔ اس لئے عدالت نے ۱۸ ماہ قید اور بیس ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دیدی ہے۔

دہلی سے ۱۲ اپریل کی خبر ہے کہ چونکہ کانگرس کا اجلاس باوجود امتناعی احکام کے منعقد کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اس لئے حکومت بہت جلد استقبالیہ کمیٹی کے کارکنوں کو آرڈیننس کے ماتحت نظر بند کرنے والی ہے۔

جموں سے ۱۲ اپریل کی خبر ہے کہ جموں و کشمیر سٹیٹ گزٹ کی ایک غیر معمولی اشاعت میں اعلان کیا گیا ہے کہ چونکہ مجلس احرار ریاست کے امن و امان اور انتظام میں مخل ہوئی ہے اس لئے اسے خلاف قانون قرار دیا جاتا ہے۔

کلکتہ سے ۱۲ اپریل کی خبر ہے کہ ایسٹ بنگال ریلوے پر تین مسلح بنگالی ایک چلتی گاڑی میں داخل ہو گئے۔ اور ایک تھرڈ کلاس کے کمرہ میں بیٹھے ہوئے ایک مسافر سے نقدی کا بیگ چھین لیا۔ بعد ازاں خطرہ کی زنجیر کھینچ کر گاڑی کو کھڑا کر لیا۔ اور اتر کر بھاگ گئے۔

امرتسر کے بعض کانگرسیوں کو نوٹس دئے گئے ہیں۔ کہ وہ آٹھ گھنٹہ کے اندر اندر شہر سے نکل جائیں۔ سکھ لیڈر ماسٹر تارا سنگھ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ مذہبی دیوانوں کے سوا کسی جلسہ میں شامل نہ ہوں اور نہ کوئی تقریر کریں۔ اسی طرح لاہور کے ایک کانگرسی سوامی بال سروپ کو ۱۲ گھنٹہ کے اندر شہر چھوڑ دینے کا نوٹس موصول ہوا ہے

راولپنڈی سے ۱۲ اپریل کی خبر ہے کہ وہاں کے ایک غیر معروف اخبار "دی پنجاب" المعروف کرش کے ایڈیٹر کو پریس آرڈیننس کے ماتحت گرفتار کر لیا گیا ہے۔ کیونکہ اس نے اپریل فول کے سلسلہ میں بعض غلط خبریں درج کی تھیں

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا